REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

تعلیم نمبر

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

جلد ۴۳ شمارہ ۵۱، ۵۲

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

۱۸، ۲۵ رجب ۱۴۱۵ ہجری | ۲۲، ۲۹ فتح ۱۳۷۳ ہش | ۲۲، ۲۹ دسمبر ۱۹۹۴ء

مسجد "بیت الرحمٰن" واشنگٹن (امریکہ)

جس کا افتتاح سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو فرمایا۔ مسجد کے ساتھ جماعت احمدیہ امریکہ کے تبلیغی و تعلیمی مرکز کے طور پر گیارہ ایکڑ رقبہ مخصوص ہے۔ اس خوبصورت مسجد کی تعمیر چار ملین ڈالر سے مکمل ہوئی ہے۔

(مفصل خبر کیلئے ملاحظہ فرمائیے بدر ۳ نومبر ۱۹۹۴ء)

مسجد "بیت الرحمٰن" کے افتتاح کے موقع پر حضرت امیر المومنین نے فرمایا:-

"یہ مسجد ہمیشہ کے لئے خدائے واحد کی عبادت کرنے والوں کیلئے کھلی ہے۔ اور یہ مسجد ہمیشہ ہی بنی نوعِ انسان کے دلوں کو آپس میں ایک دوسرے سے جوڑنے اور اسلامی محبت کے پیغام کو تمام دنیا میں پھیلانے کا ایک ذریعہ بنی رہے گی۔"

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ اوّلین ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۔

جامعہ احمدیہ کے ابتدائی تین پرنسپل (دائیں سے بائیں) :- (۱) مکرم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مرحوم ۔ (۲) حضرت سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ ۔ (۳) حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالےٰ ۔

ماہرِ سیاسیات

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ سابق وزیر خارجہ پاکستان و صدر عالمی عدالتِ انصاف ۔ سعودی عرب کے شاہِ فیصل کے ساتھ ایک ملاقات ۔ آپ نے بعض ممالک کی آزادی کیلئے اہم کردار ادا کیا ۔

ماہرِ اقتصادیات

(درمیان میں) محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب عظیم ماہرِ اقتصادیات ۔ آپ کے دائیں عبد المالک صاحب نمائندہ الفضل ربوہ ۔ اور بائیں جماعتِ احمدیہ کے پریس سیکرٹری چوہدری رشید احمد صاحب مقیم لنڈن ۔

نوبیل انعام یافتہ ڈاکٹر عبد السلام ایک غریب احمدی گھرانے کا چراغ ۔

عظیم احمدی سائنسدان ڈاکٹر نعیم طاہر جو پُرامن مقاصد کیلئے ایٹمی توانائی کے حصول پر کام کر رہے ہیں ۔

ماہرِ فلکیات ڈاکٹر صالح محمد الہ دین

فزکس کے ماہر سائنسدان ڈاکٹر نسیم بابر جنہیں ۱۹۹۴ء کو پاکستان میں مذہبی دہشت گردوں نے شہید کر دیا ۔

ارشاد باری تعالیٰ

اپنے رب کا نام لے کر پڑھ

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ۙ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ؕ (سورہ علق : ۱-۶)

ترجمہ :۔ اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے (سب اشیاء کو) پیدا کیا (اور جس نے) انسان کو ایک خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا (پھر ہم کہتے ہیں کہ قرآن کو) پڑھ کر سناتا رہ، کیونکہ تیرا رب بڑا کریم ہے۔ وہ رب جس نے قلم کے ساتھ علم سکھایا (ہے اور آئندہ بھی سکھائے گا) اس نے انسان کو (وہ کچھ) سکھایا ہے جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔

-(۲)-

قُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا ۚ (طٰہٰ : ۱۱۵)

ترجمہ:۔ تو کہہ اے میرے رب میرے علم کو بڑھا۔

-(۳)-

وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ (البقرہ ۲۵۶)

ترجمہ :۔ اور وہ اس کی مرضی کے سوا اس کے علم کے کسی حصہ کو (بھی) پا نہیں سکتے۔

-(۴)-

وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۚ (البقرہ ۲۸۳)

ترجمہ:۔ اور چاہیئے کہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور (اگر تم ایسا کروگے تو) اللہ تمہیں علم دیگا اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

-(۵)-

سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ۚ (البقرہ ۳۳)

ترجمہ: تو بے عیب ہے جو (کچھ) تو نے ہمیں سکھایا ہے اس کے سوا ہمیں کسی قسم کا علم نہیں ہے۔ یقیناً تو ہی کامل علم والا (اور ہر قول و فعل میں) حکمت کو مدنظر رکھنے والا ہے۔

ارشاد نبوی

فرشتے اپنے پروں کو طالب علم کیلئے بچھا دیتے ہیں

عَنۡ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الۡعِلۡمِ فَرِیۡضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسۡلِمٍ وَّمُسۡلِمَۃٍ (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

-(۲)-

عَنۡ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اُطۡلُبُوا الۡعِلۡمَ وَلَوۡ کَانَ بِالصِّیۡنِ (البیہقی)

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم حاصل کرو خواہ چین (ہی جانا) ہو۔

-(۳)-

عَنۡ صَفۡوَانَ بۡنِ عَسَّالٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الۡمَلٰٓئِکَۃَ لَتَضَعُ اَجۡنِحَتَہَا لِطَالِبِ الۡعِلۡمِ رِضًی بِمَا طَلَبَ (احمد)

ترجمہ :۔ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یقیناً فرشتے اپنے پروں کو طالب علم کے لئے بچھا دیتے ہیں۔ راضی ہوتے ہوئے اس سے جو وہ طلب کرتا ہے۔

دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو

میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام

-(۱)-

"ہمارا تو مذہب یہ ہے کہ علوم طبعی جس قدر ترقی کریں گے اور عملی رنگ اختیار کریں گے قرآن کی عظمت دنیا میں قائم ہوگی۔"
(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۷۸)

(۲)

"پروفیسر کلیمنٹ ریگ انگلستان کے ایک مشہور سیاح ہیئت دان اور لیکچرار تھے جو مئی ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کی علمی گفتگو سے متاثر ہو کر کئی سال بعد بالآخر داخل اسلام ہوئے۔ پروفیسر مذکور نے ملاقات کے دوران اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ آپ کا مذہب اسلام سائنس کے مطابق ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے ہمیں اسی لئے بھیجا ہے تاہم دنیا پر ظاہر کریں کہ مذہب کسی کو ثابت شدہ حقیقت سائنس کے خلاف نہیں۔"
(ذکر حبیب صفحہ ۱۷۲ از حضرت مفتی محمد صادق صاحب و ملفوظات جلد دہم صفحہ ۴۳۵)

-(۳)-

"دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جد و جہد سے حاصل کرو مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے یعنی دینی خدمت وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو۔"
(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۹)

-(۴)-

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دیگا اور میری محبت دلوں میں بٹھائیگا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام دنیا پر پھیلائیگا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کردیگا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھیگا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے۔ مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کریگا۔ (باقی صفحہ ۵ پر)

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
۲۲/۲۹ فتح ۱۳۷۳ ہش

پڑھے لکھوں کے نام ایک ضروری پیغام

آج جبکہ ہر طرف مادیت کا دور دورہ ہے تعلیم حاصل کرنے والے اور تعلیم دینے والے ہر دو مادی جذبات و احساسات کے شکنجوں میں گرفتار ہیں ایسے میں یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم علم کو جو ایک خالص روحانی جذبہ ہے اس کی اپنی اصل حیثیت کی طرف موڑ لائیں اور یہ بات تب تک یقینی نہیں بنائی جا سکتی جب تک ہم علم کو اخلاقی و روحانی قدروں کو ملحوظ رکھتے ہوئے حاصل نہ کریں۔

اگرچہ اس تعلق میں بعض اور مذاہب نے بھی ہدایات دی ہیں لیکن اس وقت ہم اسلامی تعلیم کی روشنی میں علم کی حیثیت اور اس کی قدر و منزلت پر کسی قدر گفتگو کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب خدا کی وحی نازل ہوئی تو پہلا حکم ہی پڑھنے اور لکھنے کے متعلق نازل ہوا۔ فرمایا

اقراء باسم ربك الذى خلق ○ خلق الانسان من علق ○ اقراء و ربك الاكرم ○ الذى علم بالقلم ○ علم الانسان ما لم يعلم ○

ترجمہ: اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے (سب کو) پیدا کیا اس نے انسان کو علق (یعنی ایک چمٹنے والے مادے) سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا رب بہت معزز ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اس نے انسان کو (پڑھنے اور لکھنے کے ذریعہ) وہ کچھ سکھایا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔

اس ارشاد کی روشنی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة (حدیث)

کہ مذکورہ ارشاد ربانی کی روشنی میں علم کی طلب میں لگے رہنا ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے فریضہ لازمہ ہے۔ یعنی کوئی بھی مسلمان مرد ہو یا عورت ان پڑھ نہیں رہنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام عمر اس ارشاد ربانی پر عمل فرماتے رہے چنانچہ جنگی قیدیوں کی آزادی کے لئے جہاں آپ بہت سی شرائط رکھتے ان میں سے ایک یہ بھی ہوتی کہ جو قیدی مدینہ کے دس افراد کو لکھنا پڑھنا سکھا دے گا۔ وہ آزاد کر دیا جائے گا۔ چنانچہ اس طرح جہاں بہت سے پڑھے لکھے جنگی قیدی آزاد ہو جاتے وہاں دوسروں کو بھی پڑھنا لکھنا آجاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک علم کی اتنی اہمیت تھی کہ آپ نے فرمایا خواہ تمہیں علم کے حاصل کرنے کے لئے عرب سے چین جتنا دور جانا پڑے ضرور جاؤ اور علم حاصل کرو۔ اس کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظیم کام کے لئے دعا کرنے کی بھی تلقین فرمائی چنانچہ قرآن مجید میں یہ دعا مذکور ہے "رب زدني علما" (طٰہٰ: ۱۱۵) اے ہمارے رب نہ صرف ہمیں حصول علم کی توفیق دے بلکہ ہر آن ہمارے علم کو بڑھاتا رہ۔

علم کے بارہ میں اسلامی نظریہ یہ ہے کہ علم کی انتہا کوئی نہیں بالآخر علم کا یہ سمندر خداوند علام الغیوب کی ہستی میں مدغم ہو جاتا ہے۔ فرمایا انما العلم عند الله (احقاف) کہ حقیقی علم صرف خدا کے پاس ہے اور فرمایا لا علم لنا الا ما علمتنا (البقرہ) ہمیں کچھ علم نہیں سوائے اس کے جو تو ہم کو سکھائے۔ اسی لئے انسانوں کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ خدائی علم کی کنہ و حقیقت تو درکنار انسان میں سے بعض بعض کے علم تک بھی نہیں پہنچ سکتے فرمایا "فوق كل ذى علم عليم (یوسف: ۷۷) کہ ہر عالم پہ ایک عالم ہے اور پھر بالآخر عالم الکل یعنی ذات باری ہے اس لئے کسی کے لئے بھی اپنے علم پر کسی طرح کا غرور زیبا نہیں بلکہ بڑا عالم وہی ہے جو پھلدار شاخوں کی طرح جھک جائے۔

حقیقی علم کے حصول کے لئے قرآنی نظریہ یہ ہے کہ تقویٰ کے نتیجہ میں ہی انسان حقیقی علم حاصل کر سکتا ہے فرمایا۔ واتقوا الله ويعلمكم الله والله بكل شیء علیم ○ (البقرہ: ۲۸۳) اور چاہیئے کہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تمہیں علم دے گا۔ اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ اس آیت میں علم کو تقویٰ سے باندھ کر معاشرے کی بہت سی خرابیوں کا قلع قمع کیا گیا ہے اگر بغیر تقویٰ اور خدا خوفی کے علم حاصل کیا جائے تو حصول علم کے وقت نقل کا رجحان اور پھر کامیابی کے لئے رشوت دینے اور دوسروں کے جائز حق کو مارنے کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور پھر سلسلہ یہ بات یہاں تک پہنچتی ہے کہ بے ایمانی اور رشوت کے نتیجہ میں حاصل کئے گئے علم سے بجائے اوروں کو فیض پہنچنے کے علم صرف اور صرف ایک پیشہ بن کر رہ جاتا ہے ایسا پیشہ جس کا مقصد صرف اور صرف پیسہ کمانا ہوتا ہے۔ جی ہاں وہ تمام پیسہ بھی جو زمانہ طالب علمی میں اس کے ناجائز حصول کے لئے خرچ کیا ہوتا ہے اور وہ ڈھیروں روپیہ بھی جس کے ذریعہ ایسے حریص لوگ اپنے مستقبل کے قلعے تعمیر کرتے ہیں اور پھر ایسے پیشہ ور عالم خواہ وہ ڈاکٹر ہوں، وکیل ہوں یا کوئی بھی اعلیٰ ڈگری انہوں نے حاصل کی ہو اپنی نئی نسل کو بھی اسی ترازو پر تولتے ہیں جس پر وہ پہلے خود تل چکے ہوتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تقویٰ کے بغیر حاصل کئے جانے والا علم سوسائٹی کے ضرورت مند افراد کی فلاح و بہبود کی بجائے معاشرے میں طرح طرح کی ایسی اخلاقی بیماریاں پھیلا دیتا ہے جن میں رشوت بھی شامل ہے اور ناجائز منافع خوری کی ہوس بھی۔ بالآخر حقدار کا حق مار کر اپنے ہی جیسے اور لوگوں کو حق دئے جاتے ہیں اور پھر معاشرہ عدم مساوات و احساس کمتری کا شکار ہو کر ذہنی و اخلاقی اعتبار سے مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے۔

ایک طرف تو یہ لوگ ہیں جو علم کو ناجائز ڈھنگ سے پیشہ ورانہ طور پر استعمال کرتے ہیں اور دوسری طرف دنیا کے غریب ممالک میں ان جاہل افراد کی بھیڑ ہے علم کی روشنی جن کو چھو تک نہیں اور وہ اپنے معمولی معمولی کسب معاش کے باعث اپنی اولاد کو تعلیم دینا بھی نہیں چاہتے ان کی سوچ یہ ہے کہ سکول بھیجنے کے نتیجہ میں ان کے گھر کا ایک ممبر جو ان کے خاندان کے گزارے کی بہتر صورت فراہم کر سکتا تھا ان کے لئے بے کار ہو جائے گا اور پھر انہیں الٹا اس کے لئے سکول یا کالج کی فیس دینی ہوگی صاف ستھرے کپڑے بنانے ہوں گے دوسرے ان کے نزدیک جبکہ وہ اپنی غربت کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر ہی نہیں سکتے تو کیا ضرورت ہے کہ اپنا اور اپنی اولاد کا وقت تعلیم جیسے فضول کام میں برباد کریں پس ایک طرف ملک کا وہ قلیل طبقہ ہے جس نے حصول تعلیم کو مشکل سے مشکل بنا دیا ہے دوسری طرف وہ انبوہ ہے جو علم کے قریب بھی نہیں جانا چاہتا۔ اس فاصلے کو کیسے پر کیا جائے اس فصیل کو کس طرح پاٹا جائے ارباب اقتدار کو اور ملک کے تعلیم یافتہ طبقہ کو مفاد پرستی سے اونچا اٹھ کر اس اہم قومی مسئلے پر ضرور غور کرنا چاہیئے کاش وہ وقت ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں جب آزاد ہندوستان کے سو فیصد لوگ تعلیم یافتہ ہوں۔

گفتگو کے آخر میں اپنے احمدی طلباء کے لئے دو باتیں اور بیان کرنا چاہوں گا ایک تو یہ کہ ہر احمدی طالب علم کو حصول علم کے لئے دعا کو ایک لازمی جزء بنا لینا چاہیئے اور ساتھ ہی کم از کم ہر ماہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بھی دعا کے لئے خط ضرور لکھنا چاہیئے۔ اس لئے کہ جب ہماری محنت اور دعاؤں کے ساتھ امام وقت کی دعائیں شامل ہو جاتی ہیں تو حیرت انگیز اثرات ظاہر کرتی ہیں جن کا مشاہدہ ہر احمدی اکثر اپنی زندگی میں کرتا رہتا ہے۔

انہی سب جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم نے بدر کے اس سالنامہ کو ترتیب دیا ہے۔ جس میں اگر ایک طرف جماعت احمدیہ کی تعلیمی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے تو دوسری طرف علم کی ضرورت و اہمیت کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ آپ کی دعاؤں اور نیک مشوروں کی ہمیں ضرورت ہے۔

(منیر احمد خادم)

سرکلر شعبہ تربیت: شعبہ تربیت کی طرف سے تمام مجالس انصار اللہ بھارت کو ایک سرکلر بھجوایا گیا ہے۔ جملہ مجالس اس پر عمل پیرا ہو کر اپنی مساعی کی رپورٹ دفتر ہذا کو بھجوائیں۔ (قائد تربیت مجلس انصار اللہ بھارت)

بقیہ دین کی خدمت ص ۳

اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"
(تجلیاتِ الٰہیہ)

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ایک نہیں دو نہیں بکثرت ایسے غلام عطا کریگا

جو علم و فضل کے مضامین میں حیرت انگیز ترقیات حاصل کریں گے

از سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان رضی اللہ عنہ کے وصال کے موقع پر ۱۳ دسمبر ۱۹۸۵ء کو مسجد فضل لندن سے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

"جماعت احمدیہ کو اس وصال پر صدمہ تو ہے بڑا گہرا صدمہ ہے لیکن اس صدمہ کے نتیجہ میں مایوسی کا اثر نہیں ہونا چاہیئے خدا تعالیٰ کی رحمتیں بے شمار ہیں وسیع ہیں اس کی عطا کے دروازے کوئی بند نہیں کر سکتا اور جن راہوں میں وہ کھلتے ہیں وہ لامتناہی راہیں ہیں۔ اسی لئے آپ کو اگر خدا ظفر اللہ خاں نہیں بنا سکتا تو اپنی اولاد کو بنانے کی کوشش کریں۔ اور اولاد در اولاد کو یہ بتاتے چلے جائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ ایک نہیں دو نہیں بکثرت آپ کو ایسے غلام عطا فرمائے گا۔ جو عالمی شہرت حاصل کریں گے جو علم و فضل کے مضامین میں حیرت انگیز ترقیات حاصل کریں گے جو بڑے بڑے عالموں اور فلسفیوں کے منہ بند کر دیں گے اور قومیں اُن سے برکت پائیں گی ایک قوم یا دو قومیں ہی نہیں کل عالم کی قومیں ان سے برکت پائیں گی۔ خدا کرے کہ بکثرت اور بار بار ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کو پورا ہوتا دیکھیں۔"

دوسروں کیلئے نیک نمونہ احمدی طالب علم

"احمدی بچوں کے متعلق میں نے کئی دفعہ واقعات سُنے ہیں کہ ان کے اردگرد کے بچے کیونکہ اُن سے مختلف دکھائی دیتے ہیں اس لئے جب ماں باپ کبھی سکول جائیں تو ان کے بچوں کے اساتذہ ان سے واضح طور پر پوچھتے ہیں کہ تم کیسی تربیت کر رہے ہو تمہارے بچوں کے اخلاق و عادات ان دنیا کے عام بچوں سے حیرت انگیز طور پر بہتر ہیں اور بہت سی جگہ احمدی بچوں کو عملاً داد دینے کے لحاظ سے کلاس کے لئے نمونہ بنا کر پیش کیا گیا بعض احمدی بچوں نے مجھے خطوں میں لکھا کہ ہماری استانی یا استاد نے ہمیں کہا کہ کلاس میں لیکچر دو کہ تم کیا ہو اور جو تم ہو یہ کس طرح بنے ہو ...... جو احمدی طالب علم ایسا کرتے ہیں (یعنی دوسروں کے لئے نیک نمونہ بنتے ہیں۔ ناقل) خدا کے فضل سے اگر وہ دعا گو ہوں اور نیکی ہو تو اس کو پھل بھی لگتے ہیں اور بالعموم میں نے دیکھا ہے کہ جیسا تبلیغ کرنے والا ہو عموماً اس سے فیض یافتہ نو احمدی بھی اس کے اخلاق کی کچھ نہ کچھ جھلکیاں ضرور اخذ کر لیتا ہے اس کی ادائیں ویسی ہی ہو جاتی ہیں۔ اس کی قلبی کیفیات بھی اسی نہج پر چل پڑتی ہیں۔ ابھی چند دن ہوئے ایک احمدی لڑکی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے نیک اعمال نیک فطرت اور اچھا اثر رکھنے والی بچی ہے کالج میں پڑھتی ہے وہ ایک لڑکی کو لے کر آئی جسے وہ ایک دفعہ پہلے بھی لے کر آئی تھی وہ ایک انگریز لڑکی ہے۔ جب پچھلی دفعہ وہ مجھے ملی تو اس نے چند سوالات کئے اور مجھے کہا کہ اسلام میں میری دلچسپی تو صرف اس لڑکی کی وجہ سے ہے۔ یہ سب سے مختلف ہے اس میں سب سے زیادہ اعلیٰ اخلاق ہیں اور اس کی ذات میں ایک ایسی روحانی کشش ہے کہ میں فطرتاً اپنے آپ کو اس کی طرف مائل پاتی ہوں اسی لئے میں نے تو جو کچھ اثر قبول کیا ہے اس کی ذات سے کیا ہے اب آگے جب یہ مجھے مسائل بتاتی ہے تو انہیں سمجھنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ صرف ذات کافی نہیں اس لئے شاید چند سوال کئے یا ایک دو کئے اور باقیوں کے متعلق بعد میں باتیں کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اور وہ بچی چلی گئی اب جو چند دن پہلے آئی تو اس نے کہا کہ اس عرصہ میں میں کافی مطالعہ بھی کر چکی ہوں مطالعہ تو جاری رہے گا لیکن یہ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ میرا دل یقین سے بھر گیا ہے اور میں بیعت کرنا چاہتی ہوں لیکن خدا کے لئے مجھے رمضان سے پہلے پہلے مسلمان بنا لیں تا کہ میرا رمضان ضائع نہ جائے یہ بات جو تم نے کہی ہے اس کے بعد میں ایک سیکنڈ کے لئے بھی چین محسوس نہیں کروں گا۔ اگر میں تمہیں فوراً اسلام میں باقاعدہ داخل نہ کر لوں ملاقاتیں ختم ہونے پر ... آخر پر اس کی بیعت کی آخری ملاقات تھی بیعت کے بعد مجھے اتنی خوشی محسوس ہوئی کہ میں نے بے اختیار اُسے کہا YOU HAVE MADE MY DAY اس نے بے ساختہ اس کے جواب میں یہ کہا AND YOU HAVE MADE MYLIFE میں نے کہا تم نے تو میرا دن بنا دیا۔ اس نے کہا آپ نے تو میری زندگی بنا دی۔ مگر میں دعوت الی اللہ کرنے والوں کو خوشخبری دیتا ہوں کہ جب وہ کسی کی زندگی بنائیں گے تو خدا ان کی ایک اور زندگی بنا دے گا اور یہ ایک ایسا جاری فیض ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ فروری ۱۹۹۲ء مطبوعہ بدر ۹ اپریل ۱۹۹۲ء)

نونہالانِ جماعت سے خطاب

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع مرا پیغام نہ ہو
چاہتا ہوں کہ کروں چند نصائح تم کو
تاکہ پھر بعد میں مجھ پر کوئی الزام نہ ہو
جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑیگا سب بار
سستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو
عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز
یہ تو خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو
تم مدبر ہو کہ جرنیل ہو یا عالم ہو
ہم نہ خوش ہونگے کبھی تم میں گر اسلام نہ ہو
تم نے دنیا بھی جو کی فتح تو کچھ بھی نہ کیا
نفسِ وحشی و جفا کیش اگر رام نہ ہو

(از کلام محمود)

دینی مدرسہ کے قیام کے متعلق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک تاریخی خطاب

تعلیم الاسلام اسکول قائم رہے اور دینی علوم کیلئے الگ سے مدرسہ جاری ہو

قادیان دارالامان میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک دور میں ہی تعلیم الاسلام اسکول ۱۸۹۸ء میں جاری ہو کر ہائی سکول تک پہنچ چکا تھا۔ بعد میں ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے الگ سے ایک دینی مدرسہ کے قیام پر خطاب فرمایا۔ چنانچہ ۱۹۰۶ء میں یہ مدرسہ جاری ہوا۔ اور پھر ۱۹۲۸ء میں جامعہ احمدیہ بن گیا۔

-(۱)-

میں نے یہ امر پیش کیا تھا کہ ہماری جماعت میں سے ایسے لوگ تیار ہونے چاہئیں جو واقعی طور پر دین سے واقف ہوں اور اس لائق بھی ہوں کہ وہ ان حملوں کا جو بیرونی اور اندرونی طور پر اسلام پر ہو رہے ہیں۔ پورا پورا جواب دے سکیں۔ اسلام کی اندرونی بدعات اس حد تک پہنچ گئی ہیں کہ ان کی وجہ اور جہالت سے ہم کافر ٹھہرائے گئے ہیں اور ہم ایسی کراہت کی نظر سے دیکھے گئے ہیں۔ کہ حال کے مخالف علماء کے فتووں کے موافق ہماری جماعت مسلمانوں کے قبرستان میں بھی داخل ہونے کے قابل نہیں۔

اندرونی طور پر یہ حالت ہے کہ اور بیرونی دشمن اور مخالف ہمارے فرقہ سے اس درجہ مخالفت اور عداوت رکھتے ہیں اور اس حد تک ہم کو اور ہماری جماعت کو برا کہتے ہیں گویا ہم سے ذاتی عداوت ہے اور کسی فرقہ سے ایسی عداوت نہیں عیسائی پادریوں کے سینہ پر بھاری پتھر یہی جماعت ہے۔ آریوں کی نظر کے سامنے سخت دشمن ہم ہی معلوم ہوتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کے دو وجوہ معلوم ہوتے ہیں اول یہ کہ ان لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ کمر بستہ ہو کر کفر اور مخالفوں کے طریق کو دور کرنا ہمارا ہی کام ہے۔ ہم میں نفاق کا شعبہ نہیں پایا جاتا۔ اور حقیقت میں جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کی طرف سے اگر تبلیغ کرتا ہے اس میں نفاق ہوتا ہی نہیں۔ پس ہم چونکہ ان کی ہاں میں ہاں نہیں لاتے اور اظہار حق سے نہیں رکتے اور نہیں دبتے اس لئے طبعاً ہم انہیں برے معلوم ہوتے ہیں اور ان کی آنکھوں میں کھٹکتے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان کے اعمال کا عکس دوسروں کے دل پر ضرور پڑتا ہے اور انسان تو انسان حیوانات میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ مثلاً اگر ایک بکری کو جس نے ساری عمر میں کبھی بھیڑیئے کو نہ دیکھا ہو۔ اور ایسا ہی بھیڑیئے نے بھی نہ دیکھا ہو۔ تاہم جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے تو ایک دوسرے کے دل پر وہ اثر جو ان کے تعلقات کا ہو سکتا ہے ضرور پڑے گا۔ اسی طرح پر یہ ہمارے مخالف فطرتاً جانتے ہیں کہ ہمارے غلط عقائد کا استیصال اس فرقہ کے ذریعہ ہوگا۔ اور اس لئے وہ فطرتاً ہمارے دشمن ہیں۔ اور فی الحقیقت یہ سچی بات ہے کہ جو آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ اس کا اثر سب پر پڑتا ہے نیک دل اور کافر بھی اس

اثر کو محسوس کرتے ہیں اور ایسا ہی نیک طینت اور سعید الفطرت بھی اس اثر سے متاثر ہوتے ہیں۔ چونکہ اس کی غرض ہر بدی کی اصلاح ہوتی ہے اس لئے ان بدیوں کے حامی اس کی مخالفت کو ضرور اٹھتے ہیں۔ پھر ہم مخالفت سے کیونکر بچ سکتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے اور آپ نے دعوت کی تو جسقدر مخالفت آپکی کی گئی اور جسقدر دکھ آپ کو دیئے گئے کسی جھوٹے پیغمبر کو نہیں دیئے گئے خود آپ ہی کے زمانہ میں جھوٹے پیغمبر بھی اٹھے مگر کوئی بتا سکتا ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو بھی اس قسم کے دکھ دیئے گئے۔ اور انکی بھی ویسی ہی مخالفت کی گئی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ دکھ دیا گیا کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ بیان کریں اور نہ الفاظ مل سکتے ہیں کہ ان کی تفصیل پیش کریں۔ اور آپ کے بالمقابل جھوٹے نبیوں کو کوئی دکھ نہیں دیا گیا اس کی وجہ کیا تھی؟ یہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فطرتاً دلوں پر اثر پڑ گیا تھا کہ یہی شخص ہے

جو اس کفر اور بدعت کو جو اس وقت پھیل رہی ہے دور کر دے گا۔ اور آخر وہ ہو کر رہا۔ اسی طرح پر آج ہماری مخالفت کی جاتی ہے۔ یہ ہمارے مخالف طبعاً یقین کرتے ہیں کہ ان کے غلط عقائد کا استیصال ہمارے ہی ہاتھ سے ہوگا۔ (ایدک اللّٰہ بنصرہ ایڈیٹر) اسلئے وہ فطرتاً ہماری مخالفت کرتے ہیں اور ہم کو دکھ دینے میں کوئی کمی نہیں کرتے مگر ان کے یہ دکھ اور ایذائیں ہمیں اپنے کام سے نہیں روک سکتی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ آج کل ہم بہت ہی غریب ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہمارا کوئی بھی نہیں اور رہی نہیں بس ہے۔ ہمیشہ ہمارے خلاف یہ کوشش کی جاتی ہے کہ جب اور جس طرح کسی کا بس چلے اس تھوڑی سی قوم کو نابود کر دیا جاوے یہ تو اللہ ہی کا فضل ہے کہ وہ ہماری حفاظت کرتا ہے ورنہ مخالفت کی تو یہ حالت ہے کہ اگر کوئی بیرونی مخالف مقدمہ کرے تو اندرونی مخالف اس سے سازش کرتے ہیں اور اس کو ہر قسم کی مدد دیتے ہیں اور اگر کوئی اندرونی مخالف حملہ کرے تو بیرونی دشمن اس سے آملتے ہیں اور پھر سب ایک ہو کر مخالفت میں اٹھتے ہیں۔ ان ساری مخالفتوں۔ عداوتوں کو میں دیکھتا ہوں اور برداشت کرتا ہوں اور مجھے یہ سب بے حقیقت نظر آتی ہیں۔ جب خدا تعالیٰ کے وعدوں پر نظر کرتا ہوں۔

-(۲)-

پس یہ کسقدر ضروری امر ہے کہ ایک جماعت ایسے لوگوں کی ہو جوان تمام اعتراضات کا بخوبی جواب دے سکے۔ آج کل کے مناظروں اور مباحثوں کی حالت اور بھی بری ہو گئی ہے کہ اصول کو چھوڑ کر فروع میں جھگڑتے ہیں حالانکہ اس اصل کو کبھی ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے کہ جب کسی گفتگو ہو تو وہ ہمیشہ اصول میں محدود ہو۔ لیکن یا وہ گو اس طریق کو پسند نہیں کرتے وہ جہاں تک ان سے ہو سکتا ہے اس سے نکلتے ہیں اور فروعات میں آ کر الجھ جاتے ہیں ایسے لوگ اس امر کی بھی پابندی نہیں کرتے کہ پہلے اپنے گھر کو دیکھ لیں کہ دوسرے مذہب پر جو اعتراض کرتا ہوں وہ میرے گھر میں تو کسی تعلیم پر وارد نہیں ہوتا بلکہ ان کی غرض محض اعتراض کرنا ہوتا ہے۔ حق کو لینا نہیں ہوتا۔

ایک آریہ پر اگر نیوگ کا اعتراض کرو تو وہ قبل اس کے کہ نیوگ کی حقیقت اور خوبی بیان کرے بلا سوچے سمجھے جھٹ اعتراض کر دیگا کہ تم میں متعہ ہے۔ حالانکہ اول تو متعہ ہے ہی نہیں اور علاوہ بریں متعہ کی حقیقت تو اتنی ہے کہ وہ میعادی طلاق ہے طلاق کو نیوگ سے کیا نسبت اور کیا تعلق جو شخص محض حصول اولاد کے لئے اپنی بیوی کو دوسرے سے ہم بستر کرواتا ہے وہ طلاق پر اعتراض کرے تو تعجب نہیں تو کیا ہے؟

غرض اعتراض کرنیوالوں کی یہ حالت ہے اور نہایت شوخی اور بے باکی کے ساتھ یہ سلسلہ جاری ہے میں جب اسلام کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہوں تو میرے دل پر چوٹ لگتی ہے۔ اور دل چاہتا ہے کہ ایسے لوگ میری زندگی میں طیار ہو جاویں جو اسلام کی خدمت کر سکیں ہم تو پابگور ہیں اور اگر اور تیار نہ ہوں تو پھر مشکل پیش آتی ہے۔ میرا مدعا اسقدر ہے کہ آپ لوگ تدبیر کریں۔ خواہ کسی پہلو پر صاد کیا جاوے مگر یہ ہو کہ چند سال میں ایسے نوجوان نکل آویں جن میں علمی قابلیت ہو اور وہ غیر زبان کی واقفیت بھی رکھتے ہوں اور پورے طور پر تقریر کر سکے اسلام کی خوبیاں دوسروں کے ذہن نشین کر سکیں۔ میرے نزدیک غیر زبانوں سے اتنی ہی مراد نہیں کہ صرف

انگریزی پڑھ لیں۔ نہیں اور زبانیں بھی پڑھیں اور سنسکرت بھی پڑھیں تاکہ ویدوں کو پڑھ کر ان کی اصلیت ظاہر کر سکیں۔ اس وقت تک وید گویا مخفی پڑے ہوئے ہیں کوئی ان کا مستند ترجمہ نہیں اگر کوئی کمیٹی ترجمہ کر کے شائع کر دے تو حقیقت معلوم ہو جاوے۔ اصل بات یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اسلام کو ان لوگوں اور قوموں میں پہنچایا جاوے جو اس سے محض ناواقف ہیں اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ جن قوموں میں تم اسے پہنچانا چاہو ان کی زبانوں کی پوری واقفیت ہو ان کی زبانوں کی واقفیت نہ ہو۔ اور ان کی کتابوں کو پڑھ لیا جاوے مخالف پورے طور پر عاجز نہیں ہو سکتا۔ مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم نے تحفۃ الہند نام ایک کتاب لکھی۔ اندرمن نے اس کا جواب دیا۔ اور بڑی گالیاں دیں اسلام پر اعتراض کر دیئے۔ اگرچہ اس کی بعض کتابیں جلا دی گئی تھیں۔ مگر انہیں اعتراضوں کو لے کر پنڈت دیانند صاحب نے پیش کر دیا۔ اگر مولوی عبید اللہ صاحب نے وید پڑھے ہوتے تو وہ ویدوں سے ان کا جواب دیتے۔ غرض زبان کا سیکھنا ضروری ہے۔

-(۳)-

مجھے یہ بھی شبہ ہے کہ دماغی حالتیں کچھ اچھی نہیں ہیں بہت ہی کم ایسے لڑکے ہوتے ہیں جن کے قویٰ اعلیٰ درجہ کے ہوں ورنہ اکثروں کو سل لاحق ہو جاتی ہے پس ایسے کمزور قویٰ کے لڑکے بہت محنت برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو اور بھی فکر دامن گیر ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف تو ہم ایسے لڑکے تیار کرنا چاہتے ہیں جو دین کے لئے اپنی زندگی وقف کریں اور وہ فارغ التحصیل ہو کر خدمت دین کریں مگر دوسری طرف اس قسم کے مشکلات ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس سوال پر بہت فکر کیا جاوے۔ ہاں میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ جو بچے ہمارے اس مدرسہ میں آتے ہیں ان کا آنا بھی بے سود نہیں ہے ان میں اخلاص اور محبت پائی جاتی ہے۔ اسلئے ابھی موجودہ صورت اور انتظام کو بدلنا بھی مناسب نہیں ہے میرے نزدیک یہ قاعدہ ہونا چاہیئے تھا کہ ان بچوں کو تعطیل کے دن مولوی سید محمد احسن صاحب یا مولوی حکیم نور الدین صاحب زبانی تقریروں کے ذریعہ ان کو قرآن شریف اور علم حدیث اور مناظرہ کا ڈھنگ سکھاتے اور کم از کم دو گھنٹہ ہی اس کام کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ زبانی تعلیم ہی کا سلسلہ جاری رہا ہے اور طلب کی تعلیم بھی زبانی ہوتی آئی زبانی تعلیم سے سب سے طالب علموں کو خود بھی بولنے اور کلام کرنے کا طریق آ جاتا ہے خصوصاً جبکہ معلم فصیح و بلیغ ہو۔ زبانی تعلیم سے بعض اوقات ایسے فائدہ ہوتے ہیں کہ اگر ہزار کتاب بھی تصنیف ہوتی تو وہ فائدہ نہ ہوتا۔ اس لئے اس کا التزام ضروری ہے تعطیل کے دن ضرور ان کو سکھایا جاوے پھر باقاعدہ ان کو قرآن شریف سنایا جاوے اسکے حقائق و معارف بیان کئے جاویں اور ان کی تائید میں احادیث کو پیش کیا جاوے۔ عیسائی جو اعتراض اسلام پر کرتے ہیں ان کے جواب ان کو بتائے جاویں اور اس کے بالمقابل عیسائیوں کے مذہب کی حقیقت کھول کر ان کو بتائی جاوے تاکہ وہ اس سے خوب واقف ہو جاویں۔ ایسا ہی دہریوں اور آریوں کے اعتراضات اور ان کے جوابات سے ان کو آگاہ کیا جاوے۔ اور یہ سب کچھ سلسلہ وار ہو۔ یعنی کسی ہفتہ کچھ اور کسی ہفتہ کچھ۔ اگر یہ التزام کر لیا گیا تو میں یقیناً جانتا ہوں کہ بہت کچھ تیاری کر لیں گے۔ نری عربی زبان کی واقفیت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا نہیں ہوئے تھے تو اس زبان نے عربوں کے اخلاق و عادات اور مذہب پر کیا اثر ڈالا؟ اور اب شام و مصر میں کیا فائدہ پہنچایا؟ ہاں یہ سچ ہے کہ عربی زبان اگر عمدہ طور سے آتی ہو تو وہ قرآن شریف کی خادم ہوگی اور انسان قرآن کریم کے حقائق و معارف خوب سمجھ سکے گا۔ چونکہ قرآن اور احادیث عربی میں ہیں اس لئے اس زبان سے پورے طور پر باخبر ہونا بہت ہی ضروری ہو گیا ہے۔ اگر عربی زبان سے واقفیت نہ ہو تو قرآن شریف اور احادیث کو کیا سمجھے گا۔ ایسی حالت میں تو پتہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت قرآن شریف میں ہے بھی یا نہیں۔ ایک شخص کسی پادری سے بحث کرتا تھا اس سے کہہ دیا کہ قرآن شریف میں جو آیا ہے لولاک لما پادری نے جب کہا کہ نکال کر دکھاؤ تو بہت ہی شرمندہ ہونا پڑا۔

سادہ ترجمہ پڑھ لینے سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا ان علوم کا جو قرآن شریف کے خادم ہیں واقف ہونا ضروری ہے اس طرح پر قرآن شریف پڑھایا جاوے اور پھر حدیث۔ اور اس طرح پر ان کو اس سلسلہ کی سچائی سے آگاہ کیا جاوے اور ایسی کتابیں تیار کی جاویں جو اس تعلیم کے ساتھ ان کے لئے مفید ہوں اگر یہ سلسلہ اس طرح پر جاری ہو جاوے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مقاصد کا بہت بڑا مرحلہ طے ہو جاویگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ بیان کرنیوالے تقسیم اوقات کے ساتھ بیان کریں اور پھر وہ ان بچوں سے امتحان لیں غرض میں جو کچھ چاہتا ہوں وہ تم نے سن لیا ہے اور میری اصل غرض [illegible]

[illegible] اور منشاء کو تم نے سمجھ لیا ہے اس کے پورا کرنے کیلئے جو جو تجاویز اور پھر ان تجاویز پر جو اعتراض ہوتے ہیں وہ بھی تم نے بیان کر دیئے ہیں اور میں سن چکا ہوں میں مدرسہ کی موجودہ صورت کو بھی پسند کرتا ہوں اس سے نیک طبع بچے کچھ نہ کچھ اثر ضرور لے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ نہیں چاہئے کہ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ تجربہ کے طور پر سردست ایک سال کے لئے ہی ایسا انتظام کر کے دیکھو کہ ہفتہ وار جلسوں کے ذریعہ ان کو دینی ضروریات سے آگاہ کیا جاوے۔ ہاں عربی زبان کے لئے معقول انتظام ہونا چاہیئے اگر اس [illegible] کے لئے کچھ نہ ہوا تو پھر وہاں آش در کاسہ والی بات ہوگی گویا زبانی تو سب کچھ ہوا مگر عملی اور حقیقی طور پر کچھ بھی نہ ہوا۔ اس بات کو بھی زیر نظر رکھو کہ اگر ان بچوں پر اور بوجھ ڈالا گیا تو وہ پاس ہونے کے خیالات میں دوطرفہ محنت نہیں کر سکیں گے۔ ایک ہی طرف کوشش کریں گے۔ اور اگر علیحدہ تعلیم ہوگی تو اس کے لئے وقت وہی ہے وہ بڑھ نہیں سکتا۔ اس لئے۔ ایک تو وہی صورت ہو سکتی ہے جو زبانی تعلیم کی میں نے بتائی ہے اور ایک اور یہ صورت ہے کہ وہ بچے جو پاس اور فیل کی پروا نہ رکھیں بلکہ ان کی غرض خدمت دین کے لئے تیار ہونا ہو اور محض دین کے لئے تعلیم حاصل کریں۔ ایسے بچوں کے لئے خاص انتظام کر دیا جاوے مگر ان کے لئے بھی یہ ضروری امر ہے کہ علوم جدیدہ سے انہیں واقفیت ہو ایسا نہ ہو کہ اگر علوم جدیدہ کے موافق کسی نے اعتراض کر دیا تو وہ خاموش ہو جاویں اور کہدیں کہ ہمیں تو کچھ معلوم نہیں۔ اس لئے موجودہ علوم سے انہیں کچھ نہ کچھ واقفیت ضروری ہے تاکہ وہ کسی کے سامنے شرمندہ نہ ہوں اور ان کی تقریر کا اثر زائل نہ ہو جاوے محض اس وجہ سے کہ وہ بے خبر ہیں۔ ہاں ایک جماعت یہ ہو کہ وہ دونوں علوم حاصل کر سکیں اور بجائے خود انہیں لیاقت کی پرواہ نہ ہو۔ پھر اس پر مشکل یہ ہوتی کہ اوستاد متعدد اور متفرق غرض ہر پہلو کو سوچ کر یہ انتظام کرنے کی بات ہے۔ اس لئے میں جب ان تمام امور کو مدنظر رکھ کر سوچتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں اور سمجھ نہیں سکتا کہ ہمارا جو مطلب ہے وہ کیونکر پورا ہو سکتا ہے؟

اگر موجودہ صورت ہی کو قائم رہیں اور کوئی انتظام نہ کیا گیا تو پھر ان ساری تقریروں سے فائدہ کیا ہوا؟ اور اگر اس پر مضامین بڑھا دیں تو استاد واویلا کرتے ہیں کہ وقت تھوڑا ہے۔ اور ساتھ ہی لڑکوں کی صحت کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے خلاصہ یہ کہ اس نکتہ کو مدنظر رکھو کہ ایسے لوگ تیار ہو جاویں گے۔ اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے سامنے تیار ہوں خدا تعالیٰ نے جو نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ واصنع الفلک باعیننا تو کشتی ہمارے سامنے بنا اسی طرح پر میں اس جماعت کو اپنے سامنے تیار کرانا چاہتا ہوں۔ فائدہ اسی سے ہوگا۔

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایک ہفتہ ہماری صحبت میں رہے اور اسے ہماری تقریریں سننے کا موقع مل جاوے کہ وہ مشرق و مغرب کے مولوی سے بڑھ جاوے گا۔ اس لئے جو کچھ ہو میرے سامنے ہو۔ آپ لوگ اس کی فکر کریں میں اس امر میں تمہارے ساتھ اتفاق رائے کرتا ہوں کہ مدرسہ کو توڑا نہ جاوے۔ ان کے لئے تو تعطیل کا دن مناظرات اور دینیات کے واسطے قرار دیا جاوے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ سب کے سب مولوی ہی ہو جاویں اور نہ ایسا ہو سکتا ہے ہاں اگر ان میں سے ایک بھی نکل آئے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا مقصد پورا ہو گیا۔ اور باقیوں کو کم از کم اپنے دین ہی کی خبر ہو جاویگی اور وہ غیر قوموں کے فتنہ میں نہ پڑ سکیں گے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مخالف مذہبوں کے لوگوں سے ہمیں کوئی دشمنی نہیں۔ بلکہ ان کے سچے خیر خواہ اور ہمدرد ہم ہیں لیکن کیا کریں ہمارا ملک اس جراح کی طرح ہے جس کو ایک پھوڑے کو چیرنا پڑتا ہے اور پھر وہ اس پر مرہم لگاتا ہے۔ بے وقوف مریض پھوڑے کے چیرنے کے وقت شور مچا تکلتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ سمجھے تو اس پھوڑے کو چیرنے کی اصل غرض اسی کے مفید مطلب ہے کیونکہ جب تک وہ چیرا نہ جاوے گا اور اس کی آلائش دور نہ کی جاویگی وہ اپنا فساد اور بڑھائے گا اور زیادہ مضر اور مہلک ہوگا۔ م ۲۲ـ اسی طرح پر ہم مجبور ہیں کہ انکی غلطیاں ان پر ظاہر کریں اور صراط مستقیم ان کے سامنے پیش کریں جب تک وہ صراط مستقیم اختیار نہ کریں گے تو کیا بن سکتے ہیں!

انٹرویو

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ناظر تعلیم

مکرم جمیل احمد صاحب ایڈوکیٹ سے ایک ملاقات

بدر کے تعلیمی نمبر کے لئے ہم نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ناظر تعلیم محترم جمیل احمد صاحب ایڈوکیٹ سے بھی ایک ملاقات کی اور ان سے مرکز احمدیت قادیان اور ہندوستان کے تعلیمی اداروں اور جماعت احمدیہ کی تعلیم سے خدمات کے متعلق گفتگو کی جسے ہم ذیل میں اپنے قارئین کے ازدیاد علم کے لئے درج کر رہے ہیں ——— (مدیر)

س :- جماعت میں شعبہ تعلیم کی ابتداء و مقاصد پر کچھ روشنی ڈالئے ؟

ج :- بیرونی ماحول سے جماعت کے بچوں کو بچانے کیلئے اور اس خیال سے کہ جماعت کے بچے جہاں دنیوی تعلیم حاصل کریں ساتھ ہی ہم ان کو دینی تعلیم بھی دے سکیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء میں تعلیم الاسلام سکول کا اجراء فرمایا اور پھر حضور علیہ السلام کے زمانہ میں ہی یہ سکول میٹرک تک ترقی کر چکا تھا۔ سب سے پہلے ہیڈ ماسٹر اس سکول کے حضرت سید یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ تھے۔

شروع میں تو چھوٹے پیمانے پر کام تھا پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دور میں سکولوں اور کالج میں اضافہ ہوا اور نظارتوں کا قیام عمل میں آیا۔ تو ساتھ ہی شعبۂ تعلیم کا بھی آغاز ہوا۔

س :- آپ فرما رہے تھے کہ پارٹیشن سے پہلے ہی تعلیم الاسلام کالج بن چکا تھا اس کالج کی پارٹیشن سے پہلے کیا کارگزاریاں رہیں ؟

ج :- اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے تعلیمی معیار کو اونچا اٹھانے کے لئے اور احمدیوں کو تعلیم کے میدان میں ترقی کے لئے شروع سے ہی دھیان دیا اور ایسے بچے جو تعلیم میں اچھے تھے یہ پالیسی رہی ہے کہ ضائع نہیں جانے چاہئیں ایسے شعور والے ذہن اگر ضائع جائیں گے تو یہ ہماری کوتاہی اور غفلت ہوگی اور ہم ذمہ دار ہیں۔ محض اللہ کے فضل سے جماعت نے شروع سے ہی ایسے ذہین بچوں اور طلباء کا خیال رکھا ہے۔ جیسے کہ آپ جانتے ہیں کہ جماعت میں محمد ظفر اللہ خان صاحب ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر عبد السلام صاحب نوبل انعام یافتہ ہیں جو کہ تمام مسلمانوں میں واحد ایسے سائنسدان ہیں جن کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہے۔ اللہ کے فضل سے احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور جماعت نے ان کی تعلیم کا شروع سے ہی خیال رکھا ہے اسی طرح مرزا مظفر احمد صاحب وہ بھی جماعت احمدیہ کے ممبر ہیں جو کہ ورلڈ بینک میں اپنی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ تو اللہ کے فضل سے جماعت نے تعلیمی لحاظ سے بہت سی قابل شخصیات سے نوازا ہے اس کے علاوہ بہت سے P.H.D سکالرز ہیں جو کہ اپنی اپنی خدمات مختلف جگہوں میں سر انجام دے رہے ہیں۔

س :- اس زمانے میں اس کالج کا کیا مقام تھا ؟

ج :- تعلیم الاسلام کالج کا پارٹیشن سے پہلے بہت مقام تھا۔ نہ صرف یہ کہ تعلیمی لحاظ سے اپنے علاقے میں شہرت رکھتا تھا بلکہ جہاں تک کھیلوں کا تعلق تھا اس لحاظ سے بھی مشہور تھا اور ہماری جو ٹیمز ہیں خاص طور پر والی بال فٹ بال کی ٹیمز بہت مشہور تھیں اور بڑی بڑی دور جا کر میچز کھیلا کرتی تھیں اور ابھی بھی بہت سے لوگ یاد دلاتے ہیں کہ آپ کا جو معیار تھا تعلیم کے لحاظ سے بھی اور کھیل کے لحاظ سے بہت اونچا تھا۔

جہاں تک اس کی بلڈنگ کا تعلق ہے پنجاب میں جتنے بھی کالجز ہم نے دیکھے ہیں خالصہ کالج امرتسر کے بعد اگر دیکھا جائے تو تعمیر کے لحاظ سے بھی اللہ کے فضل سے یہ بلڈنگ اپنا منفرد مقام رکھتی ہے نہ صرف یہ کہ بلڈنگ کی سہولیات تھیں بلکہ اس کے ساتھ جو ہوسٹل کا اچھا انتظام تھا وہ بھی قابل تعریف تھا علاوہ ازیں یہاں تک لیبارٹری اور مخصوص لائبریری کے علاوہ ٹریننگ کے لئے بھی کافی انتظام تھا یہاں تک کہ پارٹیشن کے بعد بھی یہاں پر ایک ہوائی جہاز موجود تھا جس کو دیکھنے کے لئے عام طور پر لوگ آتے تھے۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب جو کہ بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے طور پر منتخب ہوئے وہ تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے پرنسپل رہ چکے ہیں ان کے زمانے میں اللہ کے فضل سے کالج نے بہت ترقی کی۔

س :- اس وقت یہ کالج کس پوزیشن میں ہے ؟

ج :- ایسا ہے کہ پارٹیشن کے بعد جو جائیدادیں تھیں خاص طور پر وہ ایوکورڈ ڈکلیر ہو گئیں سرکار کی طرف سے اور بعد میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے ان کو ریلیز کرانے کی کارروائی کی گئی۔ اس سے پہلے کہ یہ پراپرٹی ریلیز کراتے جو سکھ نیشنل کالج لاہور میں تھا وہاں سے انہوں نے اپنا کالج شفٹ کر کے اس بلڈنگ کو اپنے قبضے میں لے لیا اور یہیں سے سکھ نیشنل کالج چلانے کی کارروائی کی چنانچہ بعد میں جب ۵۹ میں یہ پراپرٹی ہم کو ریلیز ہوئی تو اس پر قبضہ ملنا تو مشکل بات تھی لہٰذا یہ کوشش کی گئی کہ اسے کرائے پر دیدیا جائے اس وقت ہم اس پوزیشن میں بھی نہ تھے کہ کالج چلاتے لہٰذا یہ بلڈنگ کرائے پر دے دی گئی اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ ملکیتی حقوق صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ہیں اور یہ بلڈنگ ماہوار کرائے پر دی گئی ہے۔

س :- اگر یہ بلڈنگ جماعت کو مل جائے تو کیا جماعت یہاں کالج چلانا چاہے گی ؟

ج :- بڑا اچھا سوال کیا آپ نے ۱۹۹۱ء کے بعد جب حضور ایدہ اللہ یہاں قادیان تشریف لائے تھے۔ اس وقت حضور انور نے بھی ارشاد فرمایا تھا کہ اگر یہ بلڈنگ مل جائے تو ہم اپنا انتظام کر کے اس کالج کو چلائیں نہ صرف اسے پھر سے چلائیں بلکہ علاقے میں انٹرنیشنل ہائی سکول اسی طرح انجینئرنگ کالج قائم کرنے کی کارروائی کریں۔ لہٰذا اس کالج کے حاصل کرنے کی صورت یہی تھی کہ ان کی مینجمنٹ سے بات کی جائے اور جب تک مینجمنٹ قائل نہیں ہوتی اس وقت تک کالج ملنا مشکل تھا اور ہائی لیول پر بات چیت کی بھی گئی تھی لیکن ابھی کچھ حل نہیں نکلا۔ انشاء اللہ اگر کبھی ہوا اور کوشش بھی کی جا رہی ہے کہ اس کالج کو ہم اپنی تحویل میں لے کر اسے خود چلائیں۔

س :- پارٹیشن کے بعد اس وقت ہمارے کون سے تعلیمی ادارے نظارت تعلیم کے تحت چل رہے ہیں ؟

ج :- قادیان میں اس وقت بنیادی طور پر تین ادارے چلائے جاتے ہیں ان میں سے ایک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ہے دوسرا نصرت گرلز ہائی اسکول اور تیسرا نصرت گرلز کالج جو کہ اکیڈمی کے طور پر ہے۔ اس کے علاوہ مدرسہ احمدیہ ہے جہاں پر مبلغین تیار کئے جاتے ہیں۔ مدرسہ احمدیہ کا سات سال کا کورس ہے مہدہ سے لے کر درجہ ثالثہ تک سات سال اس میں لگتے ہیں اس وقت اللہ کے فضل سے سو کے قریب طالب علم اس میں ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔ جو تقریباً ہندوستان کے تمام صوبوں سے آئے ہیں۔ علاوہ ازیں بیرونی ممالک سے بھی اس میں داخلہ دیا جاتا ہے اور اب جو نئی اطلاع ملی ہے حضور کی طرف سے کہ دسمبر میں دو طالب علم تھائی لینڈ سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے قادیان آ رہے ہیں اس کے علاوہ سری لنکا سے بھی تین طالب علم تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

ان کے اخراجات کا جہاں تک تعلق ہے نہ صرف ان کے تمام اخراجات بلکہ ان کی رہائش اکوڈیشن اور بورڈنگ

تمام اخراجات جماعت برداشت کرتی ہے۔ ان کے کھیل کود طعام رہائش ہر طرح کی سہولیات جماعت کی طرف سے کئے جاتے ہیں۔

س :۔ قادیان کے علاوہ کیا ہندوستان میں بھی ہمارے کچھ تعلیمی ادارے چل رہے ہیں؟

ج :۔ جی! مرکز کے علاوہ ہندوستان میں بہت سی جگہوں پر ہمارے تعلیمی ادارے چل رہے ہیں۔ صوبہ کیرلہ میں ۱۹۹۲ء میں چار سکولوں کا اجراء کیا گیا۔ اور یہ فضل عمر انگلش میڈیم اسکول کے نام سے چلائے جا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک اسکول کالیکٹ میں ہے ایک کوڈالی میں ایک پینگاڈی میں اور ایک سکول کرولائی میں ہے۔ یہ جو چار اسکول ہیں جیسا کہ میں نے بتایا ۹۲ء میں شروع ہوئے اور ۹۴-۹۳ء میں ان کو اپ گریڈ کیا گیا۔ فرسٹ اسٹینڈرڈ لیول تک اس کے بعد جون ۹۴ء میں اسے سیکنڈ اسٹینڈرڈ لیول تک اپ گریڈ کیا گیا۔

کالیکٹ کا اسکول L.K.G اور U.K.G اور فرسٹ اسٹینڈرڈ تک ۹۳ء میں چل رہا تھا۔ اب اسے سیکنڈ میں اپ گریڈ کیا گیا ہے۔ اس میں ۹۴ء تک ۴۹ اسٹوڈنٹ ان تین کلاسوں میں تھے۔ اس میں ۴۲ غیر احمدی اسٹوڈنٹس ہیں۔

اسی طرح اللہ کے فضل سے ہمارا کوڈالی کا اسکول ۹۳ تک یہ بھی L.K.G اور U.K.G فرسٹ اسٹینڈرڈ تک تھا۔ اب اسے سیکنڈ اسٹینڈرڈ تک اپ گریڈ کیا گیا ہے۔ اس میں ۸۱ اسٹوڈنٹس تھے جس میں ۱۷ بچے مسلم تھے باقی نان مسلم تھے جو اس میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اسی طرح فضل عمر انگلش میڈیم اسکول پینگاڈی میں شروع کیا یہاں بھی ۹۳ء تک تین کلاسز تھیں۔ جنہیں اب اپ گریڈ کیا گیا ہے اور اسٹوڈنٹس کی تعداد ۶۲ تھی جن میں سے ۱۹ احمدی تھے اور ۲۰ غیر احمدی اور باقی غیر مسلم طلباء تعلیم حاصل کر رہے تھے۔

اسی طرح ہمارا انگلش میڈیم فضل عمر اسکول کرولائی میں چل رہا ہے۔ یہاں پر اسٹوڈنٹس کی کل تعداد ۷۰ ہے۔ ۳۹ مسلم ہیں جن میں سے ۱۰ احمدی ہیں اور باقی غیر مسلم بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں یہاں بھی تین کلاسز تھیں اور جون ۹۳ء میں اب سیکنڈ اسٹینڈرڈ تک اپ گریڈ کیا گیا ہے۔

یہ تو تھے ہمارے کیرلہ میں چلائے جانے والے اسکولوں کی پوزیشن اسی طرح جو صوبہ بنگال آسام ہے ادھر بھی تعلیمی معیار کو اونچا اٹھانے کیلئے اور بچوں کو تعلیم دلانے کے لئے تاپا جولی (آسام) میں ایک اسکول کا اجراء ۹۱ء میں کیا گیا اس کو بھی مرکز کی طرف سے گرانٹ دی جاتی ہے ۹۴-۹۳ء میں ۲۶۰۰۰ روپے گرانٹ کی صورت میں ان کو دیئے گئے۔ یہاں پر اللہ کے فضل سے جو ابھی شروع ہی کیا گیا ہے ۲۲ بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جہاں تک کیرلہ کے اسکولوں کا میں نے ذکر کیا تھا۔ اس میں جب ۹۲ء میں اسکولوں کو چلایا گیا اس وقت بجٹ میں ایک لاکھ ۵۰۰۰ روپے کی گرانٹ دے کر چار اسکولوں کا اجراء کیا گیا تھا۔ پھر ۹۳-۹۲ء میں دو لاکھ ۵۰ ہزار روپے گرانٹ کے طور پر دیئے تاکہ اسکولوں کو بہتر رنگ میں چلائیں پھر ۹۴-۹۳ء میں ایک لاکھ ۸۱ ہزار روپے گرانٹ کی شکل میں دیا گیا۔ یہ اللہ کے فضل سے آہستہ آہستہ خود کفیل ہو رہے ہیں ۹۵-۹۴ء میں ان کو ۹۸ ہزار ۶۰۰ روپے گرانٹ کی شکل میں دینا زیر غور ہے۔

تاپا جولی کے علاوہ بنگال میں بھرت پور اور سولوری گھاٹ میں تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لئے ایک بجٹ کی تشکیل کی گئی وہاں پر کچھ لوگوں نے زمینیں عطیہ دی ہیں۔ وہاں پر باؤنڈری کرنے اور سکول قائم کرنے کے لئے دو لاکھ تینتالیس ہزار دو سو روپے کے اخراجات ہیں۔ جو یہاں سے بھجوا دیئے گئے ہیں۔ انشاء اللہ بھرت پور اور سولوری گھاٹ میں بھی جلد ہی اسکول کام کرنا شروع کر دیں گے اور تعلیمی معیار وہاں بھی اونچا ہوگا۔

اسی طرح جموں اور کشمیر میں بھی ہمارے اسکول اللہ کے فضل سے ناصر آباد آسنور، یاری پورہ، رشی نگر، ہاری پاری گام، چارکوٹ ۶ جگہوں پر چل رہے ہیں۔ ناصر آباد میں سٹاف ممبرز کی تعداد ۱۹ ہے۔ یہ سکول ۱۰ کلاس تک ہے۔ اللہ کے فضل سے یہاں بچوں کی تعداد چار صد ہے جس میں احمدی و غیر احمدی سب شامل ہیں ان کو شروع سے ہی گرانٹ کی شکل میں امداد دی جاتی رہی ہے جس کی لمبی تفصیل ہے اور اب آہستہ آہستہ یہ سکول خود کفیل ہوتے جا رہے ہیں۔

پانچ سالہ منصوبہ ہم نے ان اسکولوں کا تیار کیا ہے اور کمیٹی منظوری ان کی ہوئی ہے کہ ہر سال ان کی رقم بجٹ کے مطابق ہر سال بھیجتے ہیں۔

آسنور میں جو اسکول ہے L.K.G سے شروع ہو کر ساتویں اسٹینڈرڈ تک اسکول ہے اور ۱۵۹ طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور اسٹاف ممبرز ۸ ہیں۔

یاری پورہ کا اسکول ۱۹۸۷ء میں شروع ہوا۔ L.K.G سے شروع ہو کر ۸ اسٹینڈرڈ تک یہ اسکول ہے۔ اس میں طلباء کی تعداد ۱۸۵ ہے۔ جس میں احمدی غیر احمدی سب شامل ہیں۔ اور اسٹاف ممبرز کی تعداد ۱۲ ہے۔

اسی طرح رشی نگر میں ہمارا جو اسکول چل رہا ہے L.K.G سے ففتھ اسٹینڈرڈ تک ہے اور یہاں بچوں کی تعداد ۱۱۶ ہے۔ اور یہاں سات اسٹاف ممبرز تعلیم دے رہے ہیں۔

ہاری پاری گام میں جو اسکول چل رہا ہے وہ L.K.G سے لے کر ۶ اسٹینڈرڈ تک ہے۔ اور ٹوٹل طلباء کی تعداد ۸۸ ہے اور ۶ اسٹاف ممبرز پڑھائی کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ چھٹا اسکول چارکوٹ میں ہے۔ یہ ۹۲ء میں شروع ہوا ہے اس لئے یہ پہلے مراحل میں ہے نرسری سے لے کر ۳ اسٹینڈرڈ تک ۱۴۰ طلباء ہیں۔

اسی طرح کچھ نئی جگہوں کا سروے کیا جا رہا ہے اور اسکول کھولنے کی کارروائی ہو رہی ہے۔

س :۔ یہ تو آپ نے بتایا کہ مرکز میں اور اللہ کے فضل سے ہندوستان میں آپ کے تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں ان کے علاوہ جو ہندوستان میں دیگر طلباء یا غریب طلباء ہیں ان کی فلاح و بہبود کے لئے ہمارے اس شعبہ سے کیا کارروائی ہو رہی ہے؟

ج :۔ نظارت تعلیم طلباء و طالبات کی فلاح و بہبود کے لئے دو طرح کی سکیموں پر کارروائی کر رہی ہے ایک یہ سکیم ہے کہ جو نادار طلباء ہیں جو کسی حد تک مالی امداد کے مستحق ہیں ان کو نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ کے روٹین کے بجٹ سے وظیفے اور تعلیمی امداد کا بندوبست کرتی ہے۔ اس کے لئے یہ طریق ہے کہ جو بھی طالب علم وظیفے کا خواہشمند اور مستحق ہوتا ہے وہ اپنی درخواست صدر جماعت کے توسط سے بھجواتا ہے اور اس طرح اسے امداد دی جاتی ہے۔

ایسے طلباء جو اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن کو بڑے لیول پر امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لئے نظارت تعلیم میں مرکزی فنڈ کی مدد سے ایک امانت قائم ہے ان کا کیس ہم حضور انور کی خدمت میں بھجواتے ہیں اور منظوری ہونے کے بعد ہر قسم کی تعلیمی امداد اس فنڈ سے کی جاتی ہے۔

اسی طرح نہ صرف یہ کہ تعلیمی امداد اور تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں بلکہ ہونہار طالب علم جو کہ اپنی یونیورسٹی یا بورڈ میں اوّل دوم سوم پوزیشن حاصل کرتے ہیں ان کو گولڈ میڈلز دیئے جانے کی کارروائی بھی کی جاتی ہے۔ یہ سکیم غالباً ۱۹۸۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے شروع کی اور ابھی بھی قائم ہے۔

س :۔ یہ جو طلباء ہیں جن کی آپ مالی امداد کرتے ہیں یا تمغہ جات دیتے ہیں اس میں اس وقت صدر انجمن احمدیہ کا کتنا فیصد بجٹ تعلیم کی طرف منتقل ہوتا ہے؟

ج :۔ تعلیم پر ہم سالانہ لاکھوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ ہمارا تمام تر خرچ تعلیم و تربیت پر ہوتا ہے۔

س :۔ اتنی جو کوشش آپ کے شعبے کی طرف سے ہو رہی ہے تو کیا آپ کچھ اسٹوڈنٹس ایسے نکال پائے ہیں جو اعلیٰ خدمات سرانجام دے رہے ہیں؟

ج :۔ اللہ کے فضل سے جہاں تک مدرسہ احمدیہ کا تعلق ہے ہم سب جانتے ہیں کہ نئی نسل کے جتنے مبلغین ہیں اسی مدرسے کی پیداوار ہیں باہر سے تو کوئی آئے نہیں۔ مولوی حمید الدین صاحب شمس ہوئے، سلطان احمد صاحب ظفر ہوئے، مولانا محمد عمر صاحب ہوئے۔ شروع میں مولوی عبدالحق صاحب فضل ہوئے اور جتنے بھی ہمارے سلسلے کے اساتذہ کرام ہیں وہ تمام کے تمام یہیں سے تعلیم حاصل کر کے اللہ کے فضل سے انہوں نے بڑا نام پیدا کیا ہے۔ اور جہاں تک تعلق ہے ہائی اسکول کا یہاں سے بھی اللہ کے فضل سے بہت سے طالب علموں نے نام پیدا کیا ہے۔

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۷)

پرُنور روحانی مستقبل کی طرف رواں دواں

ایک عظیم دینی درسگاہ

مدرسہ احمدیہ

(از۔ محمد یوسف بٹ استاد مدرسہ احمدیہ قادیان)

آج سے اٹھاسی سال قبل سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احمدی نوجوانوں کی اسلامی تعلیم و تربیت کے لئے اور انہیں روحانیت کے روشن مینار بنانے کیلئے ایک دینی درسگاہ کی بنیاد رکھی مقصد یہ تھا کہ ایسے خدام اسلام پیدا ہوں اور ایسے مبلغین و مربیان اس درسگاہ سے باہر نکلیں جو علمی، دینی، معاشرتی اور ثقافتی اعتبار سے دنیا کی کایا پلٹ دینے والے ہوں جو پیار و محبت سے اسلام کے سنہری اصولوں کو دنیا کے سامنے رکھیں اور اسلام کے لئے بنی نوع انسان کے دلوں کو جیتیں۔

اس لحاظ سے برصغیر کا یہ وہ مدرسہ ہے جس کی چار دیواری سے تعصب و تنگ نظری کا خوف کسی مرض کو سوں دور بھاگتا ہے ——— (ادارہ)

قبل اس کے کہ مدرسہ احمدیہ کی نمایاں کارکردگی اور موجودہ صورت حال پر روشنی ڈالی جائے۔ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ اس عظیم الشان درسگاہ کی بنیاد کیسے اور کن وجوہات کی بناء پر پڑی۔

مد واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق دنیا کی اصلاح کے لئے اُمّت محمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود بنا کر بھیجا آپ نے خدا کے اذن سے مسیح موعود اور مہدی معہود کا دعویٰ کیا اور ایک جماعت قائم کی جس کا نام جماعت احمدیہ رکھا چنانچہ کثیر تعداد میں لوگ جماعت میں داخل ہوتے گئے جن میں بعض بڑے بڑے عالم فاضل بھی تھے۔ جو کہ تبلیغ کے کام میں آپ کے معاون تھے۔ ان علماء میں سے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کی جب وفات ہوگئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خلاء پر تشویش کا اظہار فرمایا اور حضور کا ذہن خدائی تصرف کے تحت اس طرف منتقل ہوا کہ آئندہ جماعت میں قادر الکلام اور خدمت دین کرنے والے علماء پیدا کرنے کا کوئی مستقل انتظام ہونا چاہیئے چنانچہ حضور نے ۶ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو فرمایا کہ ہماری جماعت میں سے اچھے اچھے لوگ مرتے جاتے ہیں چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب جو ایک مخلص آدمی تھے۔ اور ایسا ہی اب مولوی برہان الدین صاحب جہلمی بھی فوت ہو گئے اور بھی بہت سے مولوی صاحبان الحمد... فوت ہوئے ہیں مگر افسوس کہ جو مرتے ہیں ان کا جانشین ہم کو کوئی نظر نہیں آتا۔

پھر فرمایا مدرسہ (یعنی تعلیم الاسلام سکول) کی طرف دیکھ کر بھی رنج ہی پہنچتا ہے کہ جو کچھ ہم چاہتے تھے وہ بات اس سے حاصل نہیں ہوئی اگر یہاں سے بھی طالب علم نکل کر دنیا کے طالب ہی بننے تھے تو ہمیں اس کے قائم کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ دین کے لئے خادم پیدا ہوں۔ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۶۳)

احباب سے مشورہ :۔

چنانچہ حضور نے اس صورت حال کا جائزہ لینے اور مزید اصلاحی قدم اُٹھانے کے لئے بہت سے احباب کو بلا کر ان کے سامنے یہ امر پیش فرمایا کہ مدرسہ (تعلیم الاسلام) میں ایسی اصلاح ہونی چاہیئے کہ یہاں سے واعظ اور علماء پیدا ہوں جو آئندہ اُن لوگوں کے قائمقام ہوتے رہیں جو گزرتے چلے جاتے ہیں۔ فرمایا اس مدرسہ کو ایسے رنگ میں رکھا جاوے کہ یہاں سے قرآن دان، واعظ اور علماء پیدا ہوں جو دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہوں (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۶۲-۶۳)

حضرت اقدس کے اس ارشاد پر بعض احباب نے تو یہ رائے دی کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو توڑ کر ایک خالص مذہبی مدرسہ کی بنیاد رکھی جائے۔ خود مدرسہ کے ارباب حل و عقد اس بات پر متفق تھے کہ مدرسہ ختم کر دیا جائے مگر حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اس خیال کی مخالفت کی اور مدرسہ کے قیام و بقا کے لئے انتہائی جد و جہد کی اور حضرت اقدس کے منشاء مبارک کے مطابق یہی مشورہ دیا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قائم رہے مگر اس میں ایسی تبدیلی کر دی جائے کہ حقیقی مقصد کی تکمیل ہو سکے۔

(الحکم جوبلی نمبر صفحہ ۴۵ کالم ۴)

حضرت اقدسؑ کا فیصلہ :۔

اس ضمن میں متعدد تجاویز حضور کے سامنے رکھی گئیں۔ مگر حضرت اقدسؑ نے حضرت مولوی نور الدین صاحب اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے خیال کو پسند فرماتے ہوئے مدرسہ تعلیم الاسلام میں ہی دینیات کی ایک شاخ کھولنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس کے لئے حضور نے ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو جلسہ سالانہ کی تقریر میں نہایت قیمتی ہدایات بھی دیں چنانچہ حضورؑ کے ارشاد سے یہ شاخ "دینیات" جنوری ۱۹۰۶ء کے آخر میں کھل گئی اور اسی شاخ کے قیام سے مدرسہ احمدیہ کی بنیاد پڑی

مدرسہ احمدیہ کا آغاز "شاخ دینیات" کی شکل میں :۔

مدرسہ احمدیہ یا "شاخ دینیات" کا آغاز نہایت مختصر رنگ میں ہوا۔ ابتداء میں حضرت قاضی سید امیر حسین شاہ صاحب اوّل مدرس اور مولوی فاضل فضل دین صاحب کھاریاں) دو استاد مقرر ہوئے ان کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہی حضرت مولوی سید سرور شاہ بھی اس میں مدرس ہوگئے "شاخ دینیات" میں پرائمری پاس طلبہ داخل کئے جاتے تھے ان کی پہلی جماعت میں ۱۰ طلبا داخل ہوئے جن کا اسی سال امتحان ہوا اور اُن میں سے نو پاس قرار دیئے گئے علاوہ ازیں پانچ طلبہ مزید داخل ہوئے اس طرح ۱۹۰۶ء میں پہلی اور دوسری جماعت کے طلبہ کی مجموعی تعداد ۱۴ ہوگئی۔

مدرسہ احمدیہ کے بقا کیلئے فیصلہ کن جد و جہد

۱۹۰۸ء کے جلسہ پر ایک کانفرنس ہوئی جس میں انجمن کے بعض ارباب حل و عقد نے مدرسہ احمدیہ کے ختم کرنے کا فیصلہ کیا مگر صاحبزادہ صاحب نے ایسی زبردست تقریر فرمائی کہ اُن کا سحر پاش پاش ہو گیا اگر آپ مقابلہ میں سینہ سپر نہ ہوتے تو سلسلہ احمدیہ کی آئندہ تاریخ بالکل مختلف ہوتی (تاریخ احمدیت جلد پنجم)

مدرسہ احمدیہ کے ابتدائی دور میں نہ بینچ تھے نہ ڈیسک ہوتے تھے نہ میزیں صرف ٹپڑ ٹاٹ ہوتے تھے اور وہ بھی ایلپن ملز کے بنے ہوئے نہیں بلکہ عام ٹپڑ جو جوڑ سے چار بنا کر بیچتے ہیں وہ چوڑائی میں اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی معمولی جسم والا انسان بھی ان پر بیٹھے تو اس کا آدھا جسم نیچے ہو جاتا ہے جانماز استاد کی جگہ ہوتی تھی۔

یہ مدرسہ احمدیہ جیسی عظیم الشان درسگاہ کی ابتدا تھی جس نے آئندہ چل کر خدا کے فضل اور امام وقت کی روحانی توجہ کی بدولت برصغیر ہند و پاک میں بڑے بڑے متعدد عالم پیدا کئے جنہوں نے اکناف عالم میں اشاعت اسلام کی خدمات سرانجام دیں اور اب بھی سرانجام دے رہے ہیں۔

جامعہ احمدیہ عربی کالج کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو شروع خلافت سے یہ خیال تھا کہ جماعت احمدیہ کی عالمگیر تبلیغی ضرورت کے لئے مدرسہ کو ترقی دے کر اسے ایک عربی کالج تک پہنچانا ضروری ہے اس مقصد کی تکمیل کے لئے حضور نے ۱۹۱۹ء میں پہلا قدم اٹھایا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب، ایم اے۔ حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ۔ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب۔ حضرت عبدالرحیم صاحب دردؓ ایم اے۔ حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ - ماسٹر ... صاحبؓ

(۱ الحکم ۱۰ر فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳ کالم ۳) ۔ (... بدر ... رجوع) (۳ الحکم ۱۰ر فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ کالم ۱-۲) (۴ رسالہ تعلیم الاسلام جلد ۱ صفحہ ۲۰۱) (۵ رسالہ تعلیم الاسلام جلد ۱ صفحہ ۳۲۵)

اور شیخ عبدالرحمن صاحب مصری پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر فرمائی جس نے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد ایک سکیم تیار کی۔

اس سکیم کو حضور کی خدمت میں پیش کیا اور حضور نے اس میں مناسب اصلاح کر کے اسے جاری کرنے کا حکم دے دیا اور وہ سکیم اس سال مدرسہ میں جاری کر دی گئی گویا مدرسہ میں اب دو سکیمیں کام کر رہی ہیں۔ پہلی تین جماعتیں نئی سکیم کے مطابق اور اس کے علاوہ ایک جماعت مدرسہ احمدیہ کے ساتھ اور بھی ہے جو مولوی فاضل کلاس کہلاتی ہے۔ اس کا کورس یونیورسٹی کے کورس کے مطابق ہے

(رپورٹ صدر انجمن ۲۲-۱۹۲۱ء)

جامعہ احمدیہ کے انتظام کا فیصلہ

حضور نے اس سکیم کے مطابق ۱۹۲۴ء میں صدر انجمن احمدیہ کو ہدایت فرمائی کہ وہ مدرسہ کو کالج تک ترقی دینے کے لئے عملی اقدام کرے (الفضل ۱۹۲۸ء)

چنانچہ کئی مراحل طے ہونے کے بعد صدر انجمن احمدیہ نے ۱۵ر اپریل ۱۹۲۸ء کو جامعہ احمدیہ کے نام سے ایک مستقل ادارہ کے قیام کا فیصلہ کر دیا جس کے مطابق مدرسہ احمدیہ کی مولوی فاضل کلاس اس عربی کالج کی پہلی دو جماعتیں قرار دے دی گئی اور جماعت مبلغین جس کے واحد انچارج یا پروفیسر حضرت علامہ حافظ روشن علی صاحب ہی تھے) دو جماعتوں کی تقسیم کر کے جامعہ کے ساتھ ملحق کر دی گئی۔ اس طرح ابتداء میں جامعہ احمدیہ کی چار جماعتیں کھولی گئیں۔

درجہ اولیٰ درجہ ثانیہ (مدرسہ احمدیہ کی مولوی فاضل کلاس) اور درجہ ثالثہ ورابعہ جماعت مبلغین۔

جامعہ احمدیہ کے اساتذہ

اس سلسلہ میں سب سے اہم مسئلہ جامعہ احمدیہ کے سٹاف کا تھا سو اس کے پہلے پرنسپل حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور پروفیسر حضرت حافظ روشن علی صاحب حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلال پوری حضرت میر محمد اسحٰق صاحب مقرر کئے گئے

(ریکارڈ صدر انجمن احمدیہ ۱۹۲۸ء)

جامعہ احمدیہ کے ان اولین قدیم ترین پروفیسروں کے بعد ۱۹۴۷ء یعنی تقسیم ہند تک مندرجہ ذیل اساتذہ وقتاً فوقتاً اس دینی درسگاہ میں تعلیمی فرائض بجا لاتے رہے۔

مولوی ارجمند خان صاحب۔ مولوی محمد یار صاحب عارف۔ حافظ مبارک احمد صاحب۔ حضرت مولوی محمد صاحب ہزاروی سردار مصباح الدین صاحب سابق مبلغ انگلستان۔ مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ مولوی فاضل۔ مولوی محمد علی صاحب اجمیری صاحبزادہ مولوی سید ابوالحسن صاحب قدسی (خلف حضرت صاحبزادہ مولوی سید عبداللطیف صاحب شہیدؓ) مولوی غلام احمد صاحب بدوملہی شیخ محبوب عالم صاحب خالد۔ مولوی ناصر الدین عبدالرشید صاحب فاضل سنسکرت حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے مرزا احمد شفیع صاحب۔ مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری۔ ماسٹر محمد علی صاحب بی اے بی ٹی۔ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے۔ مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری۔ عبدالمنان صاحب عمر۔ مولوی ظفر محمد صاحب۔ مولوی عطاء الرحمٰن صاحب طالب۔

جامعہ احمدیہ کا افتتاح اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی قیمتی نصائح

۲۰ر مئی ۱۹۲۸ء کو حضورؓ نے جامعہ احمدیہ کا افتتاح فرمایا۔

حضورؓ نے اس موقعہ پر جو تقریر فرمائی وہ الفضل ۱۴ر اگست ۱۹۲۸ء میں چھپ چکی ہے حضورؓ نے اس نئے ادارہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"خدا تعالےٰ کے مامور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد اور ہدایت کے ماتحت مدرسہ احمدیہ قائم کیا گیا تاکہ اس میں ایسے لوگ تیار ہوں جو وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ کے منشاء کو پورا کرنے والے لوگ ہوں بے شک اس مدرسہ سے نکلنے والے بعض نوکریاں بھی کرتے ہیں مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک شخص ایک ہی کام کا اہل نہیں ہوتا۔ انگریزوں میں بہت سے لوگ قانون پڑھتے ہیں مگر لاء کالج سے نکل کر سارے کے سارے بیرسٹری کا کام نہیں کرتے بلکہ کئی ایک اور کاروبار کرتے ہیں۔ مگر یہ اس لئے نہیں بنایا گیا کہ اس سے تعلیم حاصل کرنے والے نوکریاں کریں۔ بلکہ اصل مقصد یہی ہے کہ مبلغ بنیں۔ اب یہ دوسری کڑی ہے کہ ہم اس مدرسہ کو کالج کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔ تبلیغ کے لحاظ سے یہ کالج ایسا ہونا چاہیئے کہ اس میں نہ صرف دینی علوم پڑھائے جائیں۔ بلکہ دوسری زبانیں بھی پڑھائی ضروری ہیں۔ ہمارے جامعہ میں بعض کو انگریزی بعض کو جرمنی بعض کو سنسکرت بعض کو فارسی بعض کو روسی بعض کو سپینش وغیرہ زبانوں کی اعلیٰ تعلیم دینی چاہیئے کیونکہ جن ملکوں میں مبلغوں کو بھیجا جائے ان کی زبان جاننا ضروری ہے۔

بظاہر یہ باتیں خواب و خیال میں نظر آتی ہیں۔ مگر ہم اس قسم کی خوابوں کا پورا ہوتا اتنی بار دیکھ چکے ہیں کہ دوسرے لوگوں کو ظاہری باتوں کے پورے ہونے پر جس قدر اعتماد ہوتا ہے اس سے بڑھ کر ہمیں ان خوابوں کے پورے ہونے پر یقین ہے..... ابھی تو ہم اس کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ مدرسہ احمدیہ کے ساتھ بھی مبلغین کی کلاس تھی مگر اس میں شبہ نہیں کہ ہر چیز اپنی زمین میں ہی ترقی کرتی ہے جس طرح بڑے درخت کے نیچے چھوٹے پودے ترقی نہیں کرتے اس طرح کوئی نئی تجویز دیرینہ انتظام کے ساتھ ترقی نہیں کر سکتی۔ اس وجہ سے جامعہ کے لئے ضروری تھا کہ اُسے علیحدہ کیا جائے۔ اس کے متعلق میں نے ۱۹۲۴ء میں صدر انجمن احمدیہ کو لکھا تھا کہ کالج کی کلاسوں کو علیحدہ کیا جائے اور اسے موقعہ دیا جائے کہ اپنے ماحول کے مطابق ترقی کرے آج وہ خیال پورا ہو رہا ہے اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے اُمید ہے کہ چھوٹی سی بنیاد ترقی کر کے دنیا کے سب سے بڑے کالجوں میں شمار ہو گی۔"

جامعہ احمدیہ کے طلبہ کو ہدایت

طلبہ جامعہ احمدیہ کو اہم ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ہدایت فرمائی

"وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں ان کے سامنے عظیم الشان کام اور بہت بڑا مستقبل ہے۔ وہ عظیم الشان عمارت کی پہلی اینٹیں ہیں اور پہلی اینٹوں پر ہی بہت کچھ انحصار ہوتا ہے ایک شاعر نے کہا تھا

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

اگر معمار پہلی اینٹ ٹیڑھی رکھے تو ثریا تک دیوار ٹیڑھی رہے گی جتنی اونچی دیوار کرتے جائیں گے اتنی ہی زیادہ وہ ٹیڑھی ہو گی۔ گو کالج میں داخل ہونے والے طالب علم میں اور نظام کے لحاظ سے ان کی ہستی ماتحت ہستی ہے۔ لیکن نتائج کے لحاظ سے اس جامعہ کی کامیابی یا ناکامی میں ان کا بہت بڑا دخل ہے یہ تو ہم یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ کے کام ترقی کرتے جائیں گے مگر ان طلباء کا ان میں بڑا دخل ہو گا۔ اس لئے انہیں چاہیئے کہ اپنے جوش اپنے اعمال اور اپنی قربانیوں سے ایسی بنیاد رکھیں کہ آئندہ جو عمارت تعمیر ہو اس کی دیواریں سیدھی ہوں ان میں کجی نہ ہو ان کے سامنے ایک ہی مقصد اور ایک ہی غایت ہو اور وہ یہ کہ اسلام کا اعلاء ہو..... اور ان کا یہی موٹو ہونا چاہیئے۔ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ .... میرے نزدیک ان آیتوں کو لکھ کر کالج میں لٹکا دینا چاہیئے تاکہ طالب علموں کی توجہ ان کی طرف رہے اور انہیں معلوم رہے کہ ان کا مقصد اور مدعا کیا ہے

(الفضل ۱۴ر اگست ۱۹۲۸ء)

یاد رہے کہ ۱۹۲۹ء میں جامعہ احمدیہ کا پنجاب یونیورسٹی سے الحاق ہوا۔ اور ۱۹۳۰ء میں جامعہ احمدیہ کے طلباء کی ورزش کے لئے گراؤنڈ کا انتظام ہوا۔

طلباء کی طرف سے سہ ماہی رسالہ

اپریل ۱۹۳۰ء میں ایک سہ ماہی رسالہ "جامعہ احمدیہ" جاری ہوا۔ جس میں خصوصیت سے مذہبی علمی اخلاقی مضامین شائع ہوتے تھے۔

نومبر ۱۹۳۳ء میں جامعہ احمدیہ کے ایک وفد نے جو انیس افراد پر مشتمل تھا مولوی ارجمند خان صاحب کی قیادت میں ہندوستان کے متعدد شہروں کا ایک کامیاب تبلیغی و تفریحی دورہ کیا۔ طلباء جامعہ احمدیہ پر تعلیمی واخلاقی لحاظ سے بہت زیادہ اثر انداز ہونے والی دقت یہ تھی کہ ان کے لئے کوئی الگ ہوسٹل نہیں تھا آخر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دو سالہ توجہ سے ۱۹۳۴ء میں یہ پیچیدہ معاملہ حل ہو گیا۔ اور بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے جنوبی جانب ایک عمارت میں جہاں پہلے پرائمری کے طلباء تعلیم پاتے تھے جامعہ احمدیہ کا دارالاقامہ یعنی ہوسٹل قائم ہوا۔ اور ۲۰ر نومبر ۱۹۳۴ء کو حضورؓ نے اس کا افتتاح فرمایا۔

اس موقعہ پر حضورؓ نے فرمایا:

"جامعہ کی کامیابی کے لئے اس کا قیام ضروری ہے کہ صحیح اخلاق اور دینی خدمت کے لئے جوش پیدا ہو اور نوجوان ایمان و ایقان میں اور قربانی و ایثار کی روح میں دوسروں سے بڑھ کر ہوں ان کی نمازیں اور دعائیں دوسروں کی نمازوں اور دعاؤں سے فرق رکھتی ہوں ایسے برگزیدہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ خود علم سکھلاتا ہے نئے نئے جواب سکھاتا ہے" (الفضل ۲۷ نومبر ۱۹۲۴ء)

یاد رہے کہ ۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۸ء تک حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ نے پرنسپل کے فرائض سرانجام دیتے رہے ان کے دور میں کالج نے بہت ترقی کی اور بہت سے عالم فاضل واعظ صحافی، مصنف، مناظر اور مقرر پیدا ہوئے۔

۱۹۳۹ء میں صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے پرنسپل مقرر ہوئے ہیں۔ پھر جب ۱۹۴۴ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ تو ۲۴ مئی ۱۹۴۴ء کو مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل جالندھری نے جامعہ احمدیہ کا چارج سنبھال لیا۔ اوائل ۱۹۴۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جامعہ احمدیہ کی طرف خاص توجہ فرمائی اور جماعت کو وقف زندگی کی تحریک کی۔ جس پر کئی مخلص نوجوانوں نے لبیک کہا اور میٹرک پاس طلباء کے لئے جامعہ احمدیہ میں ایک اسپیشل کلاس جاری کی گئی۔ اس کے علاوہ دوسرے طلباء میں بھی اضافہ ہوا۔ اور جامعہ احمدیہ میں زندگی کی ایک نئی روح پیدا ہوئی جامعہ احمدیہ اور اس کا ہوسٹل محلہ دارالانوار کے نئے گیسٹ ہاؤس میں تبدیل کیا گیا۔ اور طلباء کو رہائش کی سہولتیں میسر آئیں۔

جامعہ احمدیہ کے طلباء کا اپنا ایک وقار تھا۔ تعلیمی میدان میں بھی وہ آگے تھے اور کھیل کے میدان میں بھی آگے تھے

تقسیم ہندوستان

۱۹۴۷ء میں ہندوستان دو حصوں میں تقسیم ہوا اور پاکستان کا وجود عمل میں آیا ہندوستان کے حالات کچھ عرصہ ابتر رہے جس کی وجہ سے لاکھوں لوگ ادھر سے اُدھر گئے اور لاکھوں میں لوگ اُدھر سے ادھر آئے۔ حالات کے پیش نظر عارضی طور پر مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ بند رہا تاہم پاکستان میں چنیوٹ میں عارضی طور پر جامعہ احمدیہ کھولا گیا اور چنیوٹ کے قریب میں ایک وسیع و عریض جگہ انجمن نے خریدی جس کا نام ربوہ رکھا گیا۔ چنانچہ ربوہ میں مرکز کا قیام عمل میں آیا۔ آہستہ آہستہ سارے محکمہ جات کے لئے عمارتیں تعمیر کی گئیں اور جامعہ احمدیہ کے لئے بھی ایک عمارت تعمیر کی گئی۔ ربوہ کے جامعہ احمدیہ میں بیرونِ ممالک سے بھی طلباء آکر پڑھتے رہے اور سینکڑوں کی تعداد میں مبلغین یہاں سے نکلے اور اس وقت خدمت دین کر رہے ہیں بفضل اللہ تعالیٰ ربوہ کا جامعہ اس وقت بھی اپنی مثال آپ ہے۔

ربوہ میں مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری۔ مولوی ارجمند خان صاحب حضرت میر داؤد احمد صاحب، ملک سیف الرحمٰن صاحب پرنسپل کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اور اس وقت مکرم میر محمود احمد صاحب جامعہ کے پرنسپل ہیں۔

تقسیم ہندوستان کے بعد قادیان میں دوبارہ مدرسہ احمدیہ کا اجراء

تقسیم کے بعد حالات بہتر ہونے پر ایک کلاس جاری کی گئی جس میں مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب فاضل مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مرحوم مکرم مولوی محمد یوسف صاحب فاضل۔ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد داخل ہوئے چار سال تک یہ پڑھتے رہے۔ آہستہ آہستہ اور طلباء بھی داخل ہوتے رہے۔ مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی مرحوم مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری مرحوم مولوی شریف احمد صاحب امینی مرحوم، مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اس وقت اس کلاس کو پڑھاتے رہے

مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی پہلے ہیڈ ماسٹر رہے پھر مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری ہیڈ ماسٹر کے فرائض سرانجام دیتے رہے اس کے بعد کچھ عرصہ مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر رہے اب چند سالوں سے مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر کے فرائض بحسن و خوبی سرانجام دے رہے ہیں

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل اساتذہ اس وقت مدرسہ احمدیہ میں خدمت بجا لا رہے ہیں۔ مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر مکرم منیر احمد صاحب خادم مکرم محمد یوسف صاحب انور مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب، مکرم مظفر احمد صاحب ناصر مکرم محمد قسیم خان صاحب، مکرم مبشر احمد صاحب بٹ مکرم طاہر احمد صاحب چیمہ۔ مکرم شیخ محمود احمد صاحب اور مکرم عبدالرحمٰن صاحب مکرم منصور احمد صاحب کلکتہ میں مزید پڑھ رہے ہیں۔ مکرم نصیر احمد صاحب عارف بطور کلرک کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مکرم مولوی محمد یوسف صاحب فاضل درویش مکرم مولوی عبدالحق صاحب فاضل مرحوم مکرم محمد صادق صاحب ناقد۔ انصار احمد صاحب۔ مکرم محمد نعمان صاحب بھی مدرسہ احمدیہ میں خدمت بجا لاتے رہے ہیں۔

حفظ کلاس

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مدرسہ احمدیہ میں حفظ کلاس بھی جاری ہے اس وقت دو طالب علم حفظ کر رہے ہیں۔ مکرم قاری نواب احمد صاحب گنگوہی ان کو پڑھا رہے ہیں جبکہ آپ سے پہلے مکرم حافظ الٰہ دین صاحب مرحوم اس کلاس کو پڑھاتے رہے۔

مدرسہ احمدیہ کی موجودہ حالت اور نمایاں کارکردگی

اگرچہ شروع شروع میں مدرسہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد بہت کم تھی لیکن آہستہ آہستہ اور تعداد بڑھتی رہی اس وقت اللہ کے فضل سے ۹۰ طالب علم زیر تعلیم ہیں اور پارٹیشن کے بعد ۱۹۴۷ء سے اب تک ۱۳۷ طالب علم فارغ ہو کر مختلف مقامات پر تبلیغی و تربیتی امور سرانجام دے رہے ہیں۔ جبکہ اس عرصہ میں چار صد بیالیس طلبہ نے اس مدرسہ سے استفادہ کیا

بلڈنگ:۔ ۱۹۴۷ء کے بعد مدرسہ احمدیہ پرانی ہی بلڈنگ میں بہت سالوں تک جاری رہا کوئی سولہ سترہ سال قبل بلڈنگ کو زیادہ پرانی ہونے کی وجہ سے گرایا گیا اور اس جگہ نئے کمرے تعمیر کرائے گئے اس وقت دس کمرے اور ایک ہال مدرسہ میں موجود ہے۔ اللہ کے فضل سے اس وقت کرسیاں میز اور تعلیمی ضرورت کا دیگر سامان بھی موجود ہے

بورڈنگ مدرسہ احمدیہ:۔ مدرسہ احمدیہ کے مشرقی جانب دارالاقامۃ ہوسٹل بھی ہے جس میں طلبہ کے قیام و طعام کی سہولت موجود ہے۔ اس وقت بورڈنگ کے نگران مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر ہیں۔

قادیان دارالامان میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی پہلی بابرکت آمد اور اسکے شیریں ثمرات

۱۹۴۷ء کے بعد پہلی مرتبہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان تشریف لائے جبکہ پنجاب کے حالات بہت خراب تھے مگر حضور کی آمد کے ساتھ ہی اگلے سال حالات نارمل ہو گئے اور یہاں الیکشن ہوا اور جو ڈر خوف کا ماحول تھا وہ دور ہو گیا اس کے ساتھ ساتھ مرکز قادیان میں بھی ایک نمایاں تبدیلی آئی۔ جس کے نمایاں آثار مدرسہ احمدیہ قادیان میں بھی ظاہر ہوئے ہیں۔ حضور نے از راہ شفقت مسجد اقصیٰ میں اساتذہ و طلبہ مدرسہ احمدیہ کو قیمتی نصائح سے نوازا۔

سالانہ ٹورنامنٹ:۔ ہر سال مدرسہ احمدیہ میں تین دن ٹورنامنٹ ہوتا ہے جس میں مختلف کھیلوں کے علاوہ علمی و ذہنی مقابلہ جات بھی کروائے جاتے ہیں۔ اول، دوم، سوم آنے والوں کو معقول انعامات دیئے جاتے ہیں

مدرسہ احمدیہ کی امتیازی شان

مدرسہ احمدیہ کی یہ ایک خصوصیت اور شان تھی کہ خدمت خلق کے کاموں میں طلبہ ہمیشہ آگے آگے رہے جب بھی کبھی وقار عمل یا کسی اور ہنگامی کام کی ضرورت پڑی تو مدرسہ کے طلباء نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اب بھی اللہ کے فضل سے جب بھی کبھی کوئی ہنگامی نوعیت کا کام ہوتا ہے طلبہ مدرسہ احمدیہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ سیلاب کے موقعہ پر یا آگ زنی کے موقعہ پر یا انجمن کے دیگر کام ہیں طلبہ جانفشانی سے کام کرتے ہیں اسی طرح طلباء بلا لحاظ مذہب و ملت خون کا عطیہ بھی دیتے ہیں۔

مضمون نویسی

چند سالوں سے باقاعدہ اب مدرسہ احمدیہ میں اساتذہ کمیٹی کے مشورہ سے کوئی ایک مضمون طلباء کو لکھنے کے لئے دیا جاتا ہے چنانچہ اول، دوم، سوم آنے والے طلباء کو معقول رقم انعام کے رنگ میں دی جاتی ہے۔ طلباء پوری محنت سے مضمون تیار کرتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۳۱ پر)

چالیس ہزار سے زائد کتب پر مشتمل علم و حکمت کا خزانہ

احمدیہ مرکزی لائبریری قادیان

قریشی محمد فضل اللہ

بلاشبہ سائنسی ایجادات کا یہ دور بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے ایک زمانہ وہ تھا کہ لوگ پڑھنا لکھنا بھی نہ جانتے تھے اور دُور دُور تک خط و کتابت کے لئے کوئی نہ ملتا تھا پتھروں اور چمڑوں پر لکھا جاتا اور پھر اس کی سنبھال میں بھی بہت دقت ہوتی تھی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آج کے دَور کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا۔ واذا الصحف نشرت یعنی ایک زمانہ آئے گا جب بڑے بڑے صحیفے پھیلا دیئے جائیں گے۔ جدید قسم کے پریس کے ذریعہ یہ پیشگوئی بڑی شان و شوکت کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔ اس کثرت سے کتابیں، اخبارات و رسائل شائع ہو رہے ہیں جو شمار میں بھی نہیں آسکتے اور ان جملہ اقسام کی تحریرات کو یکجا جمع کرنا بھی ناممکن ہے۔ تاہم کسی حد تک ان کو اکٹھا کرکے مختلف لائبریریوں میں ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ اس وقت دنیا میں کئی بڑی بڑی لائبریریاں پائی جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور اشاعت قرآن و اسلام کا فریضہ آپ کے سپرد کیا حضور علیہ السلام نے اپنی تصنیفات، مکتوبات و اشتہارات سے اس فریضہ کی انجام دہی کے لئے ساری عمر کوشش فرمائی۔ اور علم و عرفان کے دریا بہا دیئے۔ لوگوں میں حصول علم کی پیاس بھڑک اٹھی جس کی سیرابی کے لئے ایک لائبریری کی ضرورت پیش آئی ۱۹۰۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کی کوششوں سے ایک پبلک لائبریری کا قیام انجمن تشحیذ الاذہان کے زیر انتظام عمل میں آیا جس کے لئے بہت سے احباب نے کتب اور چندہ دیا اور حضرت ام المؤمنین نے ایک وسیع مکان بنوا کر دیا۔ ۱۹۱۷ء میں ایک نئی لائبریری (صادق لائبریری) کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۲۹ء میں لائبریری کے قواعد و ضوابط تجویز ہوئے۔ تقسیم ملک کے وقت لائبریری کی بہت سی کتب جماعتی انتظام کے مطابق ربوہ کی مرکزی لائبریری میں منتقل کی گئیں قادیان میں موجود بہت سی کتب و اخبارات کو قصر خلافت میں جمع کر دیا گیا

گھروں سے بھی کتب اکٹھی کی گئیں جن کو آہستہ آہستہ درست کیا جاتا رہا جسے بعد میں "احمدیہ مرکزی لائبریری" کا نام دیا گیا۔ وقتاً فوقتاً اس کی سیٹنگ کی گئی۔ ۱۹۸۰ء میں اس کی طرف خاص توجہ کی گئی

اور اوپر کے حصہ کو خالی کروا کر اس میں انگلش سیکشن منتقل کیا۔ ۱۹۹۲ء میں اس پوری عمارت میں نیا پلستر کیا گیا پلاسٹک پینٹ اور الماریوں میں روغن کیا۔ بجلی کی نئی وائرنگ کی گئی ہے۔

احمدیہ مرکزی لائبریری قادیان کی پُرشکوہ عمارت (سابقہ قصر خلافت)

اور تمام کتب کو درست کرکے ترتیب سے لگانے کا انتظام ہوا۔ قبل ازیں قصر خلافت کا اوپر کا حصہ رہائش کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ ۱۹۸۳ء میں مکرم ناظر صاحب خدمت درویشان نے لائبریری کی ترتیب اور درستی کے لئے مکرم حبیب الرحمٰن صاحب اسسٹنٹ لائبریرین خلافت لائبریری ربوہ کو قادیان بھجوایا موصوف نے مقامی خدام و طلباء مدرسہ احمدیہ کے تعاون سے بہت محنت کے ساتھ کتب کو سیٹ کروایا

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی ہدایات کی روشنی میں موجودہ عمارت میں مکرم مولوی مظفر اقبال صاحب انچارج لائبریری مع کارکنان اور دیگر خدام و اطفال نے مکرم حبیب الرحمٰن صاحب زیروی اسسٹنٹ لائبریرین خلافت لائبریری کی نگرانی میں بڑی محنت کے ساتھ کتب کی از سر نو ترتیب جلد بندی اور دیگر طریق کار سے محفوظ کرنے کا کام شروع کیا ہے۔ فجزاہم اللہ۔

لائبریری میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفائے کرام و مصنفین سلسلہ احمدیہ کی کتب کے علاوہ مختلف مضامین۔ مثلاً قرآن کریم احادیث، تصوف، ادب، منطق، صرف و نحو، کلام، فلسفہ، طب، تاریخ، لغات اور سوانح وغیرہ پر ۴۰ ہزار سے زائد کتب موجود ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد ربوہ میں شائع ہونے والی اکثر کتب اخبارات و رسائل جو یہاں موجود نہیں کوشش کی جارہی ہے کہ اس ریکارڈ کو بھی منگوا کر مکمل کیا جائے۔

مصنفین حضرات سے گزارش ہے کہ اپنی مطبوعہ کتب کے کم از کم ۲ نسخے مرکزی لائبریری میں ریکارڈ کے لئے ضرور بھجوائیں۔

پارٹیشن کے بعد لائبریری کے پہلے انچارج مکرم و محترم دفعدار محمد عبداللہ صاحب درویش تھے۔ آپ کے بعد مختلف درویشان کرام اس ڈیوٹی پر فائز رہے۔ ان دنوں مکرم مظفر اقبال صاحب انچارج مرکزی لائبریری کی خدمت کر رہے ہیں

احمدی بچی کی دُعا

الٰہی مجھے سیدھا رستہ دکھا دے
مری زندگی پاک و طیب بنا دے
مجھے دین و دنیا کی خوبی عطا کر
ہر اک درد اور دکھ سے مجھ کو شفا دے
زباں پر مری جھوٹ آئے نہ ہرگز
کچھ ایسا سبق راستی کا پڑھا دے
گناہوں سے نفرت بدی سے عداوت
ہمیشہ رہیں دل میں اچھے ارادے
ہر اک کی کروں خدمت اور خیر خواہی
جو دیکھے وہ خوش ہوئے مجھ کو دعا دے
بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پہ شفقت
سراسر محبت کی پتلی بنا دے
بنوں نیک اور دوسروں کو بناؤں
مجھے دین کا علم اتنا سکھا دے
خوشی تیری ہو جائے مقصود میرا
کچھ ایسی لگن دل میں اپنی لگا دے
جو بہنیں ہیں میری دیا ہیں سہیلی
یہی رنگ نیکی کا سب پر چڑھا دے
غنا دے سخا دے حیا دے وفا دے
ہدیٰ دے تقیٰ دے لقا دے رضا دے
مرا نام آبا نے رکھا ہے مریم
خدایا تو صدیقہ مجھ کو بنا دے

(بخارِ دل)

ہونہار طلباء و طالبات کو تقسیم طلائی تمغہ جات

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے صد سالہ جوبلی منصوبہ کے تحت ۱۹۸۰ء میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہونہار طلبہ و طالبات کے لئے طلائی تمغہ جات عطا کرنے کی سکیم کا اعلان فرمایا۔ الحمد للہ کہ یہ سکیم آج تک جاری ہے۔ اور اب ایسے طلباء جو یونیورسٹیوں، بورڈز کے درج ذیل امتحانات میں اوّل، دوم، سوم پوزیشن حاصل کرتے ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک سے طلائی تمغہ جات اور دستخط فرمودہ تفسیر صغیر حاصل کرتے ہیں۔

ہونہار طلباء طلائی تمغہ جات و تفسیر کبیر حاصل کرنیکے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے ہمراہ

دائیں سے بائیں :(۱) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان (۲) ڈاکٹر ممتاز الدین صاحب (۳) جمیل احمد صاحب ایڈوکیٹ ناظر تعلیم (۴) شیخ عبد العظیم صاحب

قواعد بابت انعامی تمغہ جات

۱۹۸۰ء میں ان تمغہ جات کے حصول کے لئے جو قواعد نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے شائع کئے تھے وہ اس طرح تھے:

انعامی تمغہ جات کے سلسلہ میں حسب ذیل قواعد منظور کئے گئے ہیں۔ طلباء کی طرف سے تمام اطلاعات ان قواعد کی روشنی میں ان کے مطابق آنی چاہئیں۔

(۱)۔ ہر وہ طالبہ یا طالب علم جو دنیا کے کسی بھی ملک میں کسی بورڈ یا یونیورسٹی کے کسی فائینل امتحان میں اوّل۔ دوم۔ سوم آئے وہ نظارت تعلیم کو بلا توقف فوری طور پر اطلاع دے۔

(۲)۔ ضروری ہوگا کہ اس سلسلہ میں متعلقہ بورڈ یا یونیورسٹی کے ذمہ وار افسر کی طرف سے سرٹیفکیٹ جماعت متعلقہ کے امیر صاحب کی وساطت سے ان کی رپورٹ کے ساتھ بھجوایا جائے۔

(۳)۔ اس سرٹیفکیٹ میں صراحت سے ذکر ہو کہ طالبہ یا طالب علم مذکور نے کل اتنے نمبروں میں سے اتنے نمبر حاصل کر کے اوّل۔ دوم۔ سوم۔ پوزیشن حاصل کی ہے۔ شائع شدہ نتیجہ کی فوٹو سٹیٹ کاپی حتی الوسع ضرور بھجوائی جائے۔

(۴)۔ طالبات جو صرف طالبات میں اوّل۔ دوم۔ سوم پوزیشن بورڈ یا یونیورسٹی میں حاصل کریں وہ بھی ان انعامی تمغہ جات کی مستحق ہوں گی۔ بشرطیکہ وہ طلبا اور طالبات میں پہلی بیس پوزیشنوں میں آئی ہوں۔ اس امر کے لئے بھی تصدیقی سرٹیفکیٹ آنا ضروری ہے

(۵)۔ بی اے (آنرز) سہ سالہ کورس بی ایس سی (آنرز) سہ سالہ کورس کے طلباء ان تمغہ جات کے تب مستحق ہوں گے۔ اگر وہ بی۔ اے/بی۔ ایس سی کے اسی سال کے امتحان میں اوّل۔ دوم۔ سوم۔ آنے والوں کے کم از کم برابر فی صدی مارکس حاصل کریں۔ انہیں اس بارہ میں بھی حسب بالا بورڈ یا یونیورسٹی سے سرٹیفکیٹ بھجوانا ضروری ہوگا۔

(۶)۔ کسی یونیورسٹی یا بورڈ میں اوّل۔ دوم۔ سوم آنے والے طالب علم اور طالبات کو اپنے تعلیمی کوائف بھیجتے ہوئے اس امر کی محکمانہ تصدیق کے ساتھ یہ وضاحت کرنی ہوگی کہ انہوں نے یونیورسٹی یا بورڈ کے سالانہ امتحان میں کوئی پوزیشن حاصل کی ہے۔

سپلیمنٹری امتحان دینے والے یا ڈویژن IMPROVE کرنے والے یا IN PARTS امتحان دینے والے طالب علم ہمارے ان تمغہ جات کے حقدار نہیں ہوں گے۔

(۷)۔ پاکستان میں صرف حسب ذیل اور دیگر ممالک میں بھی اسی قسم کے امتحانات میں اول۔ دوم سوم پوزیشن لینے والے طلباء و طالبات انعامی تمغہ جات کے حقدار ہوں گے۔

۱۔ میٹرک ۲۔ انٹرمیڈیٹ آرٹس گروپ فائینل ایئر

۳۔ انٹرمیڈیٹ (پری میڈیکل گروپ) فائینل ایئر

۴۔ " (پری انجینئرنگ ") "

۵۔ بی اے/بی ایس سی "

۶۔ بی اے/بی ایس سی (آنرز) (سہ سالہ کورس) کے طلباء ان تمغہ جات کے تب مستحق ہوں گے۔ اگر وہ بی اے/بی ایس سی کے متعلقہ مضمون کے امتحان میں اول۔ دوم۔ سوم۔ آنے والوں کے کم از کم برابر فیصدی مارکس حاصل کریں۔ انہیں اس بارہ میں بھی حسب بالا بورڈ یا یونیورسٹی کا سرٹیفکیٹ بھجوانا ضروری ہوگا۔

۷۔ ۹۔ بی۔ ایس سی۔ انجینئرنگ (فائینل ایئر)

ب۔ " ایگریکلچر (فائینل ایئر)

ج۔ ایم۔ بی بی۔ ایس "

۸۔ بی اے۔ ایل ایل بی "

ایم اے/ایم۔ ایس سی "

(نوٹ، فی الحال ان امتحانات کے علاوہ کوئی کورس (COURSE) تمغہ جات انعامی سکیم میں شامل نہیں۔

(ناظر تعلیم)

تمغہ کی شکل:۔ اس انعامی سکیم کے تحت جو تمغہ جات دیئے جاتے ہیں وہ خالص سونے کے ہوتے ہیں جس کے ایک طرف درمیان میں منارۃ المسیح دائیں طرف "حمد" اور بائیں طرف "عزم" کے الفاظ کھدے ہوئے ہیں۔ منارۃ المسیح کے نیچے آیت قرآنی وَلَا یُحِیطُونَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ کندہ ہے۔ تمغہ کی دوسری جانب قرآنی دعا رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا اوپر اور نیچے احمدیہ صد سالہ جوبلی لکھا گیا ہے جیسا کہ اس نقشہ سے ظاہر ہے۔

ہندوستان کے خوش قسمت طلباء و طالبات جنہوں نے طلائی تمغہ جات حاصل کیئے ان کی تفصیل صـ۲۰ پر ملاحظہ فرمائیں:۔

مہربان اساتذہ

از مکرم سید رسول نیاز و مکرم فخر احمد چیمہ قادیان

محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل مرحوم

۱۹۰۶ء ——— ۱۹۷۸ء

قد لمبا، رنگ گورا سُرخ چہرے پر بھرپور وقار۔ سر پر پگڑی پیر میں پنجابی طرز کا جوتا جسے کُھسّا کہا جاتا ہے۔ ہاتھ میں سوٹی۔ کسی بھی جگہ دُور سے ہی کوئی شخص محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل مرحوم کو پہچان سکتا تھا۔

اگرچہ آپ کی تمام زندگی درس و تدریس میں گزری لیکن ساتھ ساتھ بالخصوص عیسائیوں اور پیغامیوں کے لئے آپ کے علمی مضامین کا سلسلہ بھی جاری رہا پادریوں سے جب مذہبی گفتگو فرماتے تو معلوم ہوتا جیسے بائیبل آپ کو زبانی یاد ہو شاید ہی کوئی پادری ایسا دیکھا گیا جو آپ سے چند منٹ گفتگو کرنے کے بعد پلّہ چھڑانے کی فکر میں نہ ہو۔

۱۹۴۰ء میں آپ مدرسہ احمدیہ کے ان چار اساتذہ میں شامل ہوئے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کو پڑھایا کرتے تھے اس سے قبل ۱۹۳۷ء یا ۱۹۳۸ء میں آپ کو حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے درس القرآن کو خوشخط لکھ کر آپؓ کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

تقسیم ملک کے بعد آپ مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور یہیں سے ریٹائرڈ ہوئے آپ کے دنوں میں مدرسہ احمدیہ کا حد سے زیادہ سخت ڈسپلن آج بھی اس دور کے طلباء کو یاد ہو گا۔ اور شاید اسی سخت نظم و ضبط کی وجہ سے خود ان کی زندگیاں بھی بہترین نظم و ضبط کا نمونہ ہوں گی۔ علم کلام۔ منطق اور فلسفہ کے آپ ماہر تھے۔ خود بھی محنت کرتے اور طلباء سے بھی یہی توقع رکھتے پڑھاتے وقت چہرہ سُرخ ہو جاتا اور کوشش کرتے کہ جو بات آپ بیان فرمائیں وہ من وعن طلباء کے ذہن نشین ہو جائے۔ سختی کے ساتھ ساتھ آپ ایک مہربان اور شفیق استاد بھی تھے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد نائب ناظر تالیف و تصنیف کے عہدہ پر فائز ہوئے اور ۱۹۷۶ء تک کام کیا۔ اسی دوران کئی کتب لکھیں اور مخالفین کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات دیئے۔ آپ کے کئی مضامین اخبار بدر میں شائع شدہ موجود ہیں آپ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبر رہے۔

محترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری

۱۹۲۰ء ——— ۱۹۸۷ء

بہترین مدرس بہترین منتظم اور بہترین صحافی کے طور پر اگر کسی کا ذکر کرنا ہو تو ایسے لوگوں میں محترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری کا نام نامی شامل ہو گا۔ آپ ضلع گوجرانوالہ پنجاب (حال پاکستان) بمقام بقاپور پیدا ہوئے[1] مدرسہ احمدیہ قادیان میں ۱۹۴۰ء میں مدرس مقرر ہوئے۔ جبکہ میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان تھے۔ ساتھ ساتھ ٹیوٹر کے فرائض بھی بجالاتے رہے ہیں۔ پارٹیشن کے وقت آپ ان درویشوں میں سے تھے جو قادیان کے مقدس مقامات کی حفاظت سے ٹھہرے تھے۔ تقسیم ملک کے بعد آپ کو کئی سال نائب افسر جلسہ سالانہ کے طور پر خدمات بجالانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء کو جو عظیم الشان جلسہ یوم مصلح موعودؓ بمقام ہوشیارپور منعقد ہوا تھا۔ اس جلسہ کے واردین کے قیام و طعام کے منتظمین میں آپ بھی شامل تھے۔

مولینا صاحب خدا کے فضل سے ہر دو علمی و انتظامی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ لہٰذا ان ہر دو لحاظ سے آپ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ پارٹیشن کے بعد مدرسہ احمدیہ میں مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ آپ معاون ناظر دعوت و تبلیغ و آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کے طور پر بھی کام کرتے رہے۔ اور پھر اسی دوران لگ بھگ پچیس سال تک اخبار بدر کے ایڈیٹر بھی رہے۔ اثنا ہذا آپ نے بدر کا علمی معیار بہت بلند و بالا کیا اور آپ کے اداریات جو کہ انتہائی غور و خوض کے بعد جانفشانی سے لکھے جاتے تھے۔ بہت مقبول و مقدور نظر ہوئے بڑی بڑی شخصیتوں نے جیسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور سر محمد ظفر اللہ خان صاحب اور ابوالعطا صاحب جالندھری انہیں پسند کیا۔ اور اظہار خوشنودی کے خطوط آپ کے پاس لکھتے رہے۔ علاوہ ازیں ایڈیٹر "الجمیعۃ" مولانا محمد عثمان فار قلیط اور ایڈیٹر "صدق جدید" مولانا عبدالماجد دریابادی بھی آپ کے اداریات کو پڑھ کر آپ کی قلمی صلاحیت کا اعتراف کیا کرتے تھے۔ اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے

مولوی صاحب ۱۹۶۵ء میں اس وقت مدرسہ احمدیہ قادیان کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے جب مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل ریٹائر ہوئے۔ آپ جید عالم انسان تھے۔ صرف و نحو ادب عربی میں آپ کو خوب عبور حاصل تھا۔ چنانچہ آپ نے بہترین انداز میں مدرسہ احمدیہ

---

[1] : آپ محترم مولوی محمد اسماعیل صاحب بقاپوری کے فرزند تھے۔ جن کو حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات پھر تحریری بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ مشہور و معروف جلیل القدر صحابی حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کے بھتیجے ہیں۔

کے طلباء کے لئے "خلاصۃ الصرف وخلاصۃ النحو" مرتب فرمایا تھا۔ جواب تک مدرسہ احمدیہ کے نصاب میں شامل ہے۔ تفسیر القرآن میں بھی آپ کو خوب مہارت حاصل تھی چنانچہ آپ نے سالہا سال تک رمضان المبارک میں درس القرآن دیا اور آپ درویشان قادیان کی ترجمۃ القرآن کلاس بھی لیا کرتے تھے۔ آپ کا حلقہ تلمذ ہندوستان کے علاوہ بیرون ہند میں بھی پھیلا ہوا ہے۔ اور قریباً پارٹیشن کے بعد کے سارے ہی فارغ التحصیل آپ کے تلامیذ ہیں۔

آپ قضا بورڈ کے ممبر بھی رہے اور پھر صدر انجمن احمدیہ کے ممبر بننے کی بھی آپ کو سعادت نصیب ہوئی۔ اور مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کے ممبر پھر سیکرٹری تعلیم و تربیت اور صدر مجلس موصیان وغیرہ عہدوں پر بھی فائز ہو کر خدمات سرانجام دینے کی آپ کو توفیق ملی ۱۹۷۴ء میں جب ناسمجھ ملاؤں کی طرف سے پاکستان میں احمدیت کے خلاف مخالفت کا طوفان اٹھا تو اس وقت آپ اخبار بدر کے ذریعہ شہب ثاقب کی طرح اس کا تعاقب کیا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے عہد مبارک میں فضل عمر فاونڈیشن کے مقالہ نویسی میں آپ نے حصہ لیا۔ جس کا عنوان معبود حقیقی تھا۔ اور آپ نے اس میں انعام بھی حاصل کیا اور اواخر ایام میں شدید ضعف و علالت کے باوجود مجلس انصار اللہ بھارت کے تحت شائع کئے جانے والے سیرۃ النبیؐ سیریز میں ایک مقالہ بعنوان "تحفظ حقوق انسانی" تحریر فرمایا۔ ۹ر ستمبر ۱۹۶۷ء میں آپ کی بڑی دختر حلیمہ بشریٰ کا خطبہ نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پڑھاتے ہوئے آپ کے بارہ میں یوں فرمایا :-

"عزیزہ حلیمہ بشریٰ کے والد قادیان میں خدمت دین اور خدمت احمدیت میں چوبیس گھنٹے مصروف ہیں۔ اس لئے ان کا حق ہے کہ ان کے لئے ان کے خاندان کے افراد کے لئے اور اگر ان کے خاندان کے افراد کے رشتے ہوں تو ان کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔" (الفضل مورخہ ۵ر فروری ۱۹۶۸ء)

آپ مسلسل کچھ عرصہ بیمار رہے اور وفات سے چند دن قبل بائیں پہلو پر فالج کا حملہ بھی ہوا تھا۔ مورخہ ۵ر نومبر ۱۹۸۷ء کو یکایک بلڈ پریشر بڑھ گیا اور مقامی طبیب کے آنے سے قبل ہی اس دار فانی سے دار جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔

مولوی صاحب کی وفات پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مولانا مرحوم ایک مخلص واقف زندگی اور انتھک داعی الی اللہ تھے۔ انہوں نے جماعت کی وفاداری اور سرگرمی سے خدمت کی ہے۔ ان کی کمی شدت سے محسوس کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح کو دائمی سلامتی بخشے۔ (آمین)

محترم مولانا عبدالحق صاحب فضل درویش

۱۹۲۴ء ——— ۱۹۹۲ء

پہلے تو عالم جوانی میں خود احمدیت قبول کی اور پھر تیس سال سے زائد عرصہ تک میدان تبلیغ میں ڈٹے رہے۔ بہترین مقرر اور بہترین مناظر تھے۔ مکرم مولانا عبدالحق صاحب فضل ضلع سیالکوٹ (پاکستان) کے ایک چھوٹے قصبے "گج" میں بتاریخ اپریل ۱۹۲۴ء کو پیدا ہوئے۔ مدرسہ میں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر آپ کا خاندان کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہجرت کر گیا۔ آپ کی شمولیت کے ساتھ آپ کل پانچ برادر تھے۔ جیسے ہی آپ دور شباب میں داخل ہوئے والدین نے جلد ہی شادی کروادی۔ آپ کی طبیعت بچپن سے ہی نیک امور کی طرف مائل تھی۔ اور حق بات کے قبول کرنے میں آپ لغزش نہیں کھاتے تھے۔ اسی لئے جب احمدیت سے آپ کو واقفیت ہوئی تو آپ نے دیدہ تعمق سے مطالعہ جاری رکھا اور پھر جب حق کھل گیا تو آپ نے بڑی جرأت کے ساتھ قبول کیا۔ دیگر چہار بھائیوں کو حق کی قبولیت کی توفیق نہیں ملی۔ پھر آپ نے باوجود سخت مخالفت کے صبر و تحمل سے کام لیا اور پھر استقلال کا وہ اعلیٰ نمونہ دکھلایا کہ تمام اقارب کو داغ جدائی دے کر ۱۹۴۶ء میں قادیان ابتغاءً الی اللہ ہجرت کی۔ اور ان رشتہ داروں کو خانہ نسیاں میں ڈال دیا اور پارٹیشن کے وقت جبکہ سخت مصائب و آلام کا دور تھا۔ اور نقر و فاقہ کے ایام تھے۔ اور جان و مال کی کوئی ضمانت نہ تھی۔ ایسے پرآشوب اور نامساعد حالات میں آپ نے احمدیت سے فروغ محبت کی بناء پر قادیان میں مقدس مقامات کی حفاظت کے غرض سے سکونت اختیار کی۔ اور اس طرح آپ ان تین سو تیرہ درویشان میں داخل ہوئے جن کی مشابہت جنگ بدر کے تین سو تیرہ (۳۱۳) صحابہؓ سے دی جاتی ہے۔

تقسیم ملک کے بعد جب مدرسہ احمدیہ کا اجراء دوبارہ ہوا تو آپ نے داخلہ لیا۔ اور آپ ان ابتدائی طلباء میں سے ہیں جو پارٹیشن کے بعد فارغ التحصیل ہوئے بعدہ آپ نے طویل مدت تک مختلف صوبے، بہار، کشمیر، آندھرا پردیش۔ اور یوپی میں انتہائی سرگرمی اور جوش و خروش سے تبلیغی خدمات سرانجام دیں اور حلقہ معاندین میں ایک شور بپا کر دیا۔ آپ کے ذریعہ متعدد نئی جماعتیں بھی قائم ہوئیں۔ دوران تبلیغ آپ احسن رنگ میں مدمقابل کو سمجھاتے اور اس کی طبیعت کے میلان کو پرکھتے اور جانچتے اور پھر اس کے مناسب حال پیغام پہنچانا آپ میں نمایاں وصف تھا۔

عرصہ بیس پچیس سال کے بعد آپ کو ۱۹۸۲ء میں مرکز احمدیت قادیان بلایا گیا۔ پھر آپ ماہ ستمبر ۱۹۸۲ء میں مدرس مدرسہ احمدیہ مقرر ہوئے اور نائب ہیڈ ماسٹر کی حیثیت سے بھی چند سال کام کیا۔ اور عرصہ تین سال سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ احمدیہ بھی رہے۔ خاکسار کو بھی چار سال آپ کی تدریس میں سے استفادہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ منکسر المزاج اور تہجد گزار تھے۔ طلباء کے ساتھ آپ انتہائی ہمدردی اور شفقت سے برتاؤ کرتے تھے اور جہاں ضرورت خیال کرتے سختی سے کام لیتے تھے۔ مگر آپ کی سخت طبیعت پر رحم کا سلوک غالب تھا۔ طلباء کو پورا وقت پڑھاتے اور عمدہ ڈھنگ سے سمجھانے کی کوشش کرتے تھے اور اپنے تبلیغی تجربات سے بھی آگاہ فرماتے تھے۔ آپ کو تفسیر القرآن اور علم کلام میں خاص دسترس حاصل تھی

آپ نے عرصہ چار سال اخبار بدر کے ایڈیٹر کے طور پر بھی خدمت کی بہترین مضمون نگار تھے۔ مضمون میں مناسب اشعار فِٹ کر کے لطف اور زینت پیدا کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں حضور انور کی خوشنودی کے متعدد خطوط بھی آتے رہے۔ سالہا سال تک آپ نے قاضی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے طور پر بھی خدمات بجالانے کی توفیق پائی ہے۔ اور کئی سال رمضان المبارک میں درس القرآن دیتے رہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تحریری صلاحیت کے ساتھ ساتھ تقریری صلاحیت بھی عطا کی تھی اس لئے آپ نے متعدد بار جلسہ سالانہ قادیان میں بھی تقاریر کرنے کی سعادت پائی ہے۔ ۱۳ر مئی ۱۹۹۲ء کو آپ نے انتقال فرمایا اور بارگاہ ایزدی میں مجاہد سلسلہ ہونے کی حالت میں حاضر ہوئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ہ

محترم گیانی بشیر احمد صاحب ناصر درویش

۱۹۲۱ء ——— ۱۹۷۹ء

کم گو اور مستقل مزاج شخصیت کے مالک درس و تدریس کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے والے مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ناصر درویش ۱۹۲۱ء میں مکرم علی بخش صاحب کے گھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل وطن ہوشیارپور موضع ماہل تھا۔ آپ ابتدائی مخلص درویشان میں سے تھے۔ جنہوں نے ۳۲ سال زمانہ درویشی نہایت صبر و استقلال سے گزارا تقسیم ملک سے قبل سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر آپ نے اپنی زندگی وقف کی اور دیہاتی مبلغین کلاس میں شامل ہوئے۔

کوئمبٹور تامل ناڈو میں

جماعتِ احمدیہ اور جمعیت اہل القرآن والحدیث کے مابین

نہایت کامیاب نو (۹) روزہ تاریخی مناظرہ

وفاتِ مسیح ناصری علیہ السّلام ۔ فیضانِ ختمِ نبوّت اور صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے اہم موضوعات پر بہتّر (۷۲) گھنٹے قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں مدلّل بحث !

حضرت عیسیٰؑ کو اِس صدی میں زندہ اُتار لانے اور کانے دجّال کے گدھے کو جس کے دونوں کانوں کے درمیان ستّر ہاتھ کا فاصلہ بتایا گیا ہے، ظاھری طور پر نکال کر دکھانے والے "علماء" کو

ایک ارب روپے کا اِنعامی چیلنج !!

پُوری کارروائی کی آڈیو اور وِیڈیو ریکارڈنگ محفوظ ۔ انشاء اللہ تامل زبان میں ہوئے اِس مناظرہ کا اُردو ترجمہ کتابی صُورت میں بھی منظرِ عام پر لایا جائے گا ۔ تاکہ سامعین ۔ ناظرین اور قارئین کو جماعتِ احمدیہ کی سچائی کا عرفان نصیب ہو !

از مکرّم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان

ہر چند کہ مسلسل ایک سَو برس سے حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ ۔ خلفائے احمدیت اور علمائے کرام کی طرف سے تمام اِختلافی مسائل پر تحریر اور تقریر ۔ مباحثوں اور مناظروں کے ذریعے ہر طرح سے اتمامِ حجّت کی جا چکی ہے اور گالیوں کے سِوا ہر چھوٹے بڑے اعتراض کا بارہا جواب دیا جا چکا ہے ۔ اِس کے باوجود احمدیّت یعنی حقیقی اِسلام کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی تائید و نصرت اور دِن دُوگنی رات چوگنی ترقیات کو دیکھ کر مخالفین و معاندینِ احمدیّت بُغض و حسد میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں ۔ اور جھُوٹے اور بے بُنیاد اور ناپاک الزامات جماعتِ احمدیہ پر عائد کر کے سادہ لوح ، ناواقف مُسلمان بھائیوں کو گمراہ کرتے چلے جا رہے ہیں ۔ حتیٰ کہ ناقابلِ تردید دلائل سے اتمامِ حجّت کے بعد بھی متعصّب مخالفین کی طرف سے "مَیں نہ مانوں" کی ہٹ دھرمی اور مخالفانہ متشدّدانہ کارروائیوں کو دیکھ کر امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے ۱۹۸۸ء میں تمام مُکفّرین اور مُکذّبین کو مُباھلہ کا چیلنج دیا تھا ۔ اور اس معاملہ کو صدقِ دلی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کر دیا ۔ جو معاندین ، مباہلہ کی شرائط کو پُورا کرتے ہوئے دانستہ یا نادانستہ مقابل پر آگئے ان کا حشر دُنیا نے دیکھ لیا ۔ اور جو مختلف حیلے بہانوں سے اِنکار اور اقرار کے درمیان عوام النّاس کو دھوکہ دیتے رہے انہوں نے بھی اپنی ذِلّت و رُسوائی دیکھ لی ۔ اور دوسری طرف ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۴ء تک چھ۶ سال کے عرصہ میں احمدیت کو اللہ تعالیٰ نے عالمگیر سطح پر بے انتہا ترقیات عطا فرمائیں اور جماعتِ احمدیہ آج ۱۴۲ ملکوں میں مستحکم ہو چکی ہے ۔ اور جماعتِ احمدیہ کے ذریعے M.T.A مُسلم ٹیلیویژن احمدیہ پر روزانہ بارہ گھنٹے کی نشریات میں حقیقی اِسلام کی تبلیغ و اِشاعت کا سلسلہ جاری ہے اور ہر دِن جو چڑھتا ہے عالمِ احمدیّت کے لئے ایک نئی خوشخبری اور فتح کی نوید لے کر آتا ہے ———!!
فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ ۔

جماعتِ احمدیہ ایسے مباحثوں اور مناظروں کو جن کا مقصد تلاشِ حق یا اظہارِ حق نہیں ہوتا بلکہ محض دُنیادارانہ طرز پر بحث برائے بحث مقصد ہوتا ہے ، مفید خیال نہیں کرتی ۔ ایسے مناظروں سے بعض اوقات فساد برپا کئے جاتے ہیں ۔ اور اکثریّت کے بَل بوتے پر خوفِ خدا سے عاری ہو کر خُون خرابے تک نوبت پہنچا دی جاتی ہے ۔

اِس کے باوجود جب تامِل ناڈو کی جمعیّۃ اھل القراٰن و الحدیث کی طرف سے سنجیدگی سے جماعتِ احمدیہ کو مناظرہ کا چیلنج دیا گیا اور فریقین کے علماء کی طرف سے تین بنیادی موضوعات پر مباحثہ کرنے کی غرض سے ضروری شرائط طے کئے جانے پر محض اظہارِ حق کی غرض سے ناظر دعوۃ و تبلیغ اور صُوبائی امیر صاحب تامِل ناڈو اور صدر صاحب کوئمبٹور کی درخواست پر امام جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِس مناظرہ کی اجازت مرحمت فرمائی اور پُورے مناظرہ کے دَوران اللہ تعالیٰ کے حضور دُعاؤں اور مسلسل راہنمائی کے ذریعے جماعتِ احمدیہ کے علمائے کرام کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے ۔

حضرت رسولِ اکرم صلّے اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلّم نے کتنا سچ فرمایا ہے :-

"اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَآئِہٖ۔"

کہ امام ایک ڈھال ہوتا ہے جس کی اوٹ میں ہو کر جہاد کیا جاتا ہے۔

❁۔ یہ تاریخی مناظرہ کوئمبٹور شہر کے، آر۔ وی۔ ہوٹل کے وسیع و عریض ہال میں منعقد ہوا جس میں ہر روز چار چار گھنٹے کی دو دو نشستیں ہوئیں۔ دونوں فریق کے علماء کی طرف سے ہر نشست میں نصف نصف گھنٹے کی آٹھ آٹھ تقاریر ہوتی رہیں۔ اِس طرح کُل ۷۲ گھنٹے بحث جاری رہی۔

❁۔ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے مُناظِر مکرم مولانا محمد عمر صاحب فاضِل مبلّغ انچارج کیرلہ تھے اور مکرم مولوی محمد ایّوب صاحب فاضل۔ مکرم مولوی مزمّل احمد صاحب فاضِل اور مکرم مولوی کے۔ محمود احمد صاحب فاضل، بطورِ معاون تھے۔ جبکہ اُردو دان عُلماء مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد اور مکرم حافظ مظفر احمد صاحب بطورِ مُشیر شریکِ مناظرہ رہے۔

دوسری طرف جمعیّۃ اہل القرآن و الحدیث کی طرف سے تامل ناڈو کے مشہور و معروف مولانا زین العابدین صاحب مُناظِر تھے۔ جو مدراس سے "الجنّۃ" کے نام سے ایک اخبار نکالتے ہیں۔ اور بہت پایہ کے عالم شمار کئے جاتے ہیں۔ موصوف اپنے پانچ معاون مولوی صاحبان کے ساتھ مناظرہ کرتے رہے۔

❁۔ دونوں فریق کے ۲۵ - ۲۵ منتخب افراد کو سامعین کی حیثیت سے مناظرہ کی کارروائی میں شریک ہونے کی اجازت تھی۔

❁۔ دونوں طرف سے ایک ایک صدرِ مناظرہ مقرّر تھے۔ چنانچہ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے جناب اے۔ پی۔ واثی عبدالقادر صاحب صدر جماعت احمدیہ میلاپالیم صدر تھے۔

❁۔ ہمارے مناظر مولانا محمد عمر صاحب فاضِل کی طرف سے موصولہ رپورٹوں کے مطابق وفاتِ مسیحؑ کے موضوع پر تین دن کے مناظرہ میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے پندرہ۱۵ آیاتِ قرآنی اور چند احادیث وفاتِ مسیحؑ کے ثبوت میں پیش کی گئیں لیکن مخالف مناظر تینوں دِن بجُز احمدی مناظر کے دلائل پر بے بنیاد اعتراض کرنے کے کوئی ایک بھی ٹھوس دلیل حیاتِ مسیحؑ کے ثبوت میں پیش نہ کر سکے اور آخر وقت تک اِسی بات کا تکرار کرتے رہے کہ ہمارے اعتراضات کا جواب نہیں آیا۔ جبکہ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے اپنے موقف کی تائید میں پے در پے دلائل پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ہر اعتراض کا جواب بھی دیا جاتا رہا۔

اِسی طرح فیضانِ ختمِ نبوّت اور صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوع پر قرآنِ کریم اور احادیث کے ناقابلِ تردید دلائل پیش کئے گئے جبکہ مخالف مناظر سوائے کج بحثی کے کوئی ٹھوس دلیل پیش کرنے یا جماعتِ احمدیہ کی طرف سے پیش کردہ قرآنِ کریم اور احادیث کے دلائل کو توڑنے سے یکسر عاجز رہے۔ اور اِس طرح بفضلہٖ تعالےٰ جماعتِ احمدیہ کو اِس مناظرہ میں عظیم الشّان فتح حاصل ہوئی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

❁۔ بہتر گھنٹے کی تفصیلی بحث کا خلاصہ اِس مختصر خبر نامے میں دیا جانا تو ممکن نہیں۔ اِنشاء اللہ آئندہ کسی اشاعت میں مناظرہ کی تفصیلی روئداد مکرم مولانا محمد عمرؐ صاحب کی طرف سے شائع ہو جائے گی۔ لیکن موافق و مخالف شائقین پر اِس مناظرہ کی اصل حقیقت تب کھُلے گی جب وہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹس سُنیں گے اور دیکھیں گے اور کتابی صُورت میں شائع ہو جانے پر پڑھ سکیں گے۔ البتہ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ مناظرہ کی آخری نشست میں احمدی مناظر مکرم مولانا محمد عمرؐ صاحب فاضِل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صداقت سے بھرپُور یہ اعلان سُنایا کہ :-

" اگر یہ عاجز مسیح موعوُد ہونے کے دعوے میں غلطی پر ہے تو آپ لوگ کچھ کوشش کریں کہ مسیح موعود جو آپ کے خیال میں ہے ان ہی دنوں میں آسمان سے اُتر آوے کیونکہ مَیں تو اِس وقت موجود ہُوں مگر جس کے انتظار میں آپ لوگ ہیں وہ موجود نہیں اور میرے دعویٰ کا ٹوٹنا صرف اِسی صورت میں متصوّر ہے کہ اب وہ آسمان سے اُتر ہی آوے تا مَیں ملزم ٹھہر سکوں۔ آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مِل کر دُعا کریں کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان سے اُترتے دِکھائی دیں . . . . . . لیکن آپ یقیناً سمجھیں کہ یہ دُعا ہرگز قبول نہیں ہوگی کیونکہ آپ غلطی پر ہیں۔ مسیح تو آچکا لیکن آپ نے اس کو شناخت نہیں کیا۔ اب یہ اُمید موہوم آپ کی ہرگز پُوری نہیں ہوگی۔ یہ زمانہ گذر جائے گا اور کوئی ان میں سے مسیح کو اُترتے نہیں دیکھے گا۔" (ازالہ اَوہام ص ۱۷۹)

اور آخر پر حضرت امام جماعتِ احمدیہ کی طرف سے موصولہ ایک عظیم الشّان انعامی چیلنج پیش کیا کہ اگر تمام علماء مل کر تمام تدابیر کو بروئے کار لاتے ہوئے اِس صدی کے دَوران حضرت عیسٰی علیہ السلام کو زندہ بجسمِ عنصری آسمان سے اُتار کر دکھادیں گے تو جماعتِ احمدیہ کی طرف سے ایک کروڑ رُوپے نقد انعام پیش کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو انہی کے عقیدہ کے مطابق ہم یہ چیلنج بھی دیتے ہیں کہ پھر وہ گدھا نکال کر دکھائیں جو دجّال کا گدھا کہلاتا ہے۔ اور جس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر ہاتھ کا فاصلہ بتایا گیا ہے اور جس کی دیگر علامتیں احادیث میں مذکور ہیں۔ کیونکہ اُن کے عقیدہ کے مطابق پہلے ظاہری طور پر اس "خرِ دجّال" نے ظاہر ہونا ہے اور پھر عیسٰی علیہ السلام نے آنا ہے۔ پس ہم چیلنج دیتے ہیں کہ یہ علماء وہ ظاہری گدھا نکال کر دکھائیں اور سَو مولویوں کے نام ہمیں دے دیں جو اِس صدی کے دَوران یہ گدھا پیش کر دیں تو جماعتِ احمدیہ ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک کروڑ روپیہ اِنعام کے طور پر پیش کرے گی۔

افسوس ہے یہ علماءِ ظواہر، حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عارفانہ کلام اور عظیم الشّان پُرحکمت پیش خبریوں کو ظاہر پر محمول کر کے کسی کانے دجّال اور اُس کے ظاہری گدھے کے ظہُور اور پھر اس کے بعد حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بجسمِ عنصری ظاہری نزول کے اِنتظار میں اپنی عُمریں ضائع کر رہے ہیں۔ اور سادہ لوح مُسلمان بھائیوں کو بھی WAITING ROOM میں بٹھائے رکھا ہے۔ جبکہ حقیقت یہی ہے کہ آنے والا موعود مخبرِ صادق حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عین پیشگوئیوں کے مطابق مقررہ وقت پر آچکا ہے۔ اُس کی صداقت کی تمام علامات ظاہر ہو چکی ہیں اور اس کے ہاتھوں غلبۂ اسلام کے عظیم الشّان کام انجام پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سادہ لوح مُسلمان بھائیوں کی آنکھیں کھولے اور اُنہیں بصیرت اور سمجھ عطا فرمائے اور امام الزّمان کو شناخت اور قبول کرنے کی سعادت بخشے۔

❁۔ اِس تاریخی مناظرہ کی یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ بالعموم یہ دیکھا گیا ہے کہ دلائل کا جواب دلائل سے نہ بن پڑنے پر مولوی صاحبان بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر اور جماعتِ احمدیہ کے بزرگان کے خلاف گندی بکواس اور اشتعال انگیزی شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن جمعیّۃ اہل القرآن و الحدیث کے مناظر اور ان کے ساتھیوں نے اِس لحاظ سے نسبتاً اچھا نمونہ دکھایا۔ یہ بھی جماعت کے حق میں ایک نصرتِ الٰہی تھی۔ اللہ تعالےٰ اُنہیں اِس حُسنِ خلق کی جزاء عطا فرمائے۔

❁۔ مکرم محمد احمد صاحب صُوبائی امیر تامل ناڈو پُورے مناظرے میں شروع سے آخر تک موجود رہے۔ اور صدر جماعت کوئمبٹور مکرم نورالدین صاحب اور اُن کی فیملی اور دیگر احبابِ جماعت نے مہمانوں کی بہت خدمت کی سعادت پائی۔ اللہ تعالیٰ سب کو حسناتِ دارین سے نوازے اور اِس تاریخی مناظرہ کو احمدیت کی ترقی کیلئے سنگِ میل کی حیثیت عطا فرمائے۔ آمین۔

زمانہ درویشی کے ابتدائی سالوں میں اس کلاس کی تعلیم مکمل کرکے بہار کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے گئے اور ہر جگہ قابل قدر تبلیغی خدمات سرانجام دیں۔ بڑے محنتی تھے آپ نے قادیان میں اپنے قیام کے دوران ہی قرآن کریم کا قریباً نصف حصہ حفظ کرلیا۔

چونکہ آپ منشی فاضل تھے اس لئے پرائیویٹ طور پر آپ نے بی۔اے کا امتحان بھی پاس کرلیا۔ جب حضرت مصلح موعودؓ نے چند نوجوانوں کو پنجابی زبان میں مہارت حاصل کرنے کا ارشاد فرمایا تو آپ کو بھی اس غرض کے واسطے منتخب کیا گیا۔ چنانچہ آپ نے اپنی اعلیٰ علمی صلاحیتوں اور محنت کے سبب اعلیٰ نمبروں کے ساتھ "گیانی" کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد آپ ایک لمبا عرصہ تک تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور ہیڈ ماسٹر خدمت بجالاتے رہے۔ ایک عرصہ تک مسجد مبارک میں بعد نماز فجر درس دینے کی سعادت پائی۔

مگر جب اعصابی عارضہ نے شدت پکڑلی تو بوجہ بیماری آپ رخصت لینے پر مجبور ہو گئے۔ اس حالت میں بھی جب کبھی سلسلہ کو پنجابی لٹریچر یا تقریر کے سلسلہ میں آپ کی ضرورت پڑی آپ نے اس حالت میں بھی اپنی خدمات پیش کیں۔

آپ نہایت درجہ صوم وصلوٰۃ کے پابند شگفتہ مزاج اور علم دوست تھے۔ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، ذہین آدمی تھے۔ آپ نے ۲۴ جون ۱۹۷۹ء کو ۷۰ سال کی عمر میں قادیان میں وفات پائی۔ آپ موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۹ میں مدفون ہوئے۔

محترم قریشی فضل حق صاحب درویش

۱۹۰۹ء ——————— ۱۹۸۶ء

نہایت سادہ، منکسر المزاج اور دُعاگو انسان تھے۔ مکرم قریشی فضل حق صاحب درویش نے آپ ساری عمر پڑھنے پڑھانے میں گزاری اُردو پڑھانا تو بس آپ پر ختم تھا۔ بلا لحاظ مذہب وملت ہر ایک کے لئے دربار تدریس کھُلا رہتا۔ آپ ۱۹۰۹ء میں صوبہ آزاد کشمیر کے علاقہ کنڈور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام مکرم کمال الدین صاحب تھا۔ آپ ۱۹۴۰ء میں بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۰ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک موضع سیکھواں میں بطور مدرس کام کیا۔ تقسیم ملک کے بعد حفاظت مرکز کی خاطر قادیان میں آکر ابتدائی درویشوں میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ نیز آپ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں بھی شامل تھے۔

آپ نے اپنی ساری زندگی حدیث نبویؐ خیرکم من تعلّم القرآن وعلّمہ کے تحت درس وتدریس میں گزاری۔ خصوصاً اُردو اور دینیات آپ کا محبوب مشغلہ تھا احمدیت قبول کرنے سے قبل بھی آپ کنڈور میں مسجد کے امام اور اسلامی درسگاہ کے مدرس تھے۔ قبول احمدیت کے بعد تو اس مشغلہ میں مزید وسعت پیدا ہوگئی۔

قادیان میں صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ کے حسب ہدایت آپ نے دو سکولوں کی بنیاد رکھی۔ ایک پرائمری سکول جس میں آپ چار سال تک ہیڈ ماسٹر رہے جس میں مسلم طلباء کے علاوہ غیر مسلم طلباء بھی پڑھتے رہے۔ دوسرے نصرت گرلز ہائی سکول میں آپ نے کچھ عرصہ تعلیم دی۔ (تاریخ احمدیت جموں کشمیر ص ۱۸۹)

علاوہ درس تدریس کے ڈائری لکھنا بھی آپ کا محبوب مشغلہ تھا جس میں آپ تاریخ وار ہر بات نوٹ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس میں ۲/۴۸-۱۶ کی تاریخ میں لکھا ہے کہ مورخہ ۲/۴۸-۱۶ کو چار لڑکوں سے سکول جاری ہوا۔" گویا تقسیم ملک کے بعد انتہائی ناگوار حالات میں بھی آپ نے درس وتدریس کے سلسلہ کو جاری رکھا۔ آپ کو علم سکھانے کا اس قدر شوق تھا کہ بوجہ پیرانہ سالی جب تعلیم الاسلام اسکول سے ریٹائر ہوئے تو احمدیہ بازار میں واقع اپنی ایک چھوٹی سی سٹیشنری کی دکان کو ہی درسگاہ بنالیا۔ بیسیوں غیر مسلم دوستوں نے آپ سے اُردو کی تعلیم حاصل کی اور بیسیوں احمدی بچوں نے آپ سے قرآن مجید سیکھا۔ آپ اپنی عمر میں ۳۴ بڑی عمر کے درویشوں کو قرآن مجید ختم کرا چکے تھے۔

آپ نے قریباً سترہ سال تقسیم ملک کے بعد خادم مسجد مبارک کے طور پر خدمت بجالائی۔ قرآن کریم پڑھنا اور پڑھانا اور روزے رکھنا آپ کا معمول تھا۔ آپ ۲۸ راپریل ۱۹۸۶ء کو ۷۷ سال کی عمر میں مولائے حقیقی سے جا ملے آپ موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۶ میں دفن ہوئے۔

محترم ماسٹر نثار احمد صاحب آف راٹھ یو۔پی

وفات ۱۹۶۷ء

پڑھانے والے تو بہت ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ لیکن تعلیم میں محبت کی چاشنی گھول کر پلانے والے اور بچے کے دل ودماغ میں اتر جانے والے بہت کم ملیں گے۔ ایسے ہی لوگوں میں تھے ماسٹر نثار احمد صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ آپ موضع راٹھ ضلع ہمیر پور یو۔پی کے رہنے والے تھے آپ کے والد کا نام حاجی محمد عبدالواحد صاحب تھا۔ آپ ۱۹۵۵ء میں اپنے آبائی وطن سے ہجرت کرکے مع اہل وعیال قادیان آبسے۔ بطور ٹیچر ملازم ہو گئے۔ بے حد محنتی۔ خوش مزاج ذمہ داری کا احساس رکھنے والے تھے اور سلسلہ احمدیہ کے مخلص کارکن تھے

ماسٹر صاحب راٹھ کے ایک مخلص خاندان سے تعلق رکھتے تھے تعلیم الاسلام قادیان میں ہی آپ نے تعلیم حاصل کی تھی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کی شاگردی کا بھی شرف حاصل تھا۔ اسی جگہ میٹرک پاس کیا بعدہ اس مقدس بستی میں سلسلہ کی خدمت کرتے ہوئے اپنی زندگی گزاری۔ نیک متقی پرہیزگار صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے مزاج نہایت شگفتہ تھا۔ سلسلہ کی جو خدمات سپرد تھیں پوری ذمہ داری کے احساس سے اور دل وجان سے اس کو پورا کیا حتی کہ آخری وقت جب مدرسہ تعلیم الاسلام سکول میں موسمی تعطیلات تھیں۔ اس وقت امرتسر میں عیادت کے لئے تشریف لے گئے اسی سفر کے دوران امرتسر میں آپ کو ایک حادثہ پیش آیا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ آپ موصی تھے مورخہ ۶۷ء میں بہشتی مقبرہ میں قطعہ نمبر ۹ میں دفن ہوئے۔

سکول میں دیگر مروجہ مضامین پڑھانے کے علاوہ آپ ڈرائینگ میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے آپ کی بنائی ہوئی تصاویر اور نقشے آج بھی آپ کی یاد دلاتے ہیں۔ تصویر تو یوں محسوس ہوتا گویا آپ کی انگلیوں کی غلام ہے جیسا چاہے اپنے ذہن کے خیالات کو تصویر کے ذریعہ نقشہ قرطاس پر اتار دیتے اور دیکھنے والے یہی سمجھتے کہ بس یہ کمال ہوگئی۔ آپ کے شاگرد اس وقت نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دیگر ممالک میں بھی پھیلے ہوئے ہیں۔

برّاعظم افریقہ میں ہمارے شاندار تعلیمی مراکز

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو تعلیم سے بہت محبت تھی آپ نے دینی تعلیم کے علاوہ خود بھی آکسفورڈ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور ایک لمبا عرصہ قادیان اور پھر ربوہ کے تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل کی حیثیت سے گرانقدر خدمات انجام دیں اسی طرح طالب علموں کا آپ بہت خیال رکھتے نہ صرف علم کا بلکہ صحت کا بھی اسی لئے آپ نے تعلیمی منصوبہ کا اعلان فرماتے ہوئے طلائی تمغہ جات کا اعلان فرمایا۔ طالب علموں کے لئے خاص طور پر سویا بین کے استعمال کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا ہر بچہ امتحان سے پہلے مجھے دعا کے لئے خط لکھے۔ وسط ۷۰ ۱۹ء میں آپ نے مغربی افریقہ کے ۶ ممالک کا دورہ فرمایا اور خدائی تحریک کے مطابق صحت و تندرستی اور تعلیم و تربیت کے لئے نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم نافذ کی اور مجلس نصرت جہاں کا قیام فرمایا۔ اس کے متعلق ایک بار آپ نے فرمایا۔

"گیمبیا میں ایک دن اللہ تعالیٰ نے بڑی شدت سے میرے دل میں ڈالا کہ تم کم از کم ایک لاکھ پونڈ ان ملکوں میں خرچ کرو اور اس میں اللہ تعالیٰ بہت برکت ڈالے گا"

اس مجلس کے تحت ۸۱ ۱۹ تک ۱۹ ہسپتال اور ۲۴ اسکولز قائم کئے گئے۔ جبکہ تبشیر کے تحت ۱۱ سکول تعلیمی خدمات بجالا رہے ہیں۔ سکولوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ غانا ۴ نائیجیریا ۱۰ سیرالیون ۷ لائبیریا ۱ جون ۸۲ء تک ان سکولوں سے ۲۷۸۷۷ افراد فارغ التحصیل ہوئے۔ مغربی افریقہ کے ممالک میں قائم ہونے والے اسکولوں و کالجز کی کسی قدر تفصیل درج ذیل ہے۔

- جورو (افریقہ) میں جماعت کا ایک سیکنڈری سکول قائم ہوا۔
- نائیجیریا کے ایک اہم شہر آجے بوادڈے میں وہاں کی ترقیاتی کونسل نے ۱۲۰ ایکڑ زمین سکول اور ہیلتھ سنٹر کے لئے بطور عطیہ دی۔
- یکم نومبر ۷۰ ۱۹ء میں مغربی افریقہ وآ (غانا) کے مقام پر نصرت جہاں گرلز اکیڈمی ایک سیکنڈری سکول کھولا گیا۔ اسی طرح دوسرا سکول خومینہ (غانا) میں کھولا گیا۔
- ۳ر مئی ۷۰ ۱۹ء کو گیمبیا کے دارالحکومت باتھرسٹ کے مضافات میں حضور نے اپنے دست مبارک سے ایک سیکنڈری سکول کا سنگ بنیاد نصب فرمایا۔
- ۱۸ر جولائی ۷۱ ۱۹ء کو نائیجیریا میں منا کے مقام پر ایک احمدیہ ہائر سیکنڈری سکول کا افتتاح نائیجیریا کے ایجوکیشن کمشنر کیا۔
- سیرالیون میں روکو پور سیکنڈری سکول کا افتتاح اس صوبہ (شمالی) کے پریذیڈنٹ منسٹر نے ۴ دسمبر ۷۱ ۱۹ کو کیا۔

احمدیہ سیکنڈری سکول۔ ٹومبوو وکونا۔ (مغربی افریقہ)

- ۳۱ر مارچ ۷۲ ۱۹ء میں نائیجیریا میں نارتھ ویسٹرن سٹیٹ میں گساؤ مقام پر ایک فضل عمر احمدیہ سیکنڈری سکول کا سنگ بنیاد سٹیٹ کے ایجوکیشنل کمشنر حاجی ابراہیم گساؤ نے رکھا۔
- نائیجیریا میں سنا مقام پر ناصر الدین احمدیہ سیکنڈری سکول کا اجراء ہوا۔
- ستمبر ۷۱ ۱۹ کو گیمبیا باتھرسٹ میں نصرت ہائی اسکول کا اجراء ہوا۔
- ستمبر ۷۱ ۱۹ میں سیرالیون میں بمقام روکو پوڑ سیکنڈری سکول کا اجراء ہوا۔
- ستمبر ۷۰ ۱۹ء میں غانا میں بمقام فومینہ سکول کا اجراء ہوا۔
- ستمبر ۷۱ ۱۹ء میں غانا میں بمقام سلاگا سکول کا اجراء ہوا۔
- ۷۲ ۱۹ء میں غانا میں بمقام سوکو لے سکول کا اجراء ہوا۔
- ۷۲ ۱۹ میں غانا میں بمقام ہاشن سکول کا اجرا ہوا
- ۷۲ ۱۹ میں غانا میں بمقام ایسا چر سکول کا اجراء ہوا۔
- ستمبر ۷۱ ۱۹ میں گیمبیا باتھرسٹ میں احمدیہ سکول جاری ہوا۔
- ۲۳ر جون ۷۶ ۱۹ء کو نائیجیریا میں بمقام اسیشہ سکول کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا
- ۳ر ستمبر ۷۶ ۱۹ء کو سالوئے لائبیریا میں احمدیہ مسلم ہائی سکول کی عمارت کا افتتاح ہوا
- ۱۹ر اکتوبر ۷۹ ۱۹ کو احمدیہ مسلم سکول اگینیلے کا افتتاح ہوا۔
- احمدیہ مسلم ہائی سکول اونڈا (نائیجیریا) کا ۱۶ر مارچ ۸۱ ۱۹ء کو افتتاح ہوا۔
- نصرت گرلز اکیڈمی (غانا) کا ستمبر ۷۰ ۱۹ء میں قیام ہوا۔
- مشنری ٹریننگ کالج (غانا) کا مارچ ۱۹۶۶ء میں افتتاح ہوا۔
- احمدیہ سیکنڈری سکول فری ٹاؤن (سیرالیون) کا مئی ۱۹۶۷ میں سنگ بنیاد رکھا گیا۔
- احمدیہ سیکنڈری منگبی (سیرالیون) کا ۶ر ستمبر ۷۴ ۱۹ کو سنگ بنیاد رکھا گیا۔
- مسلم گرلز سیکنڈری سکول (سیرالیون) کا ۱۰ ستمبر ۷۴ ۱۹ کو کو ٹمبوڈو مقام پر اجرا ہوا

مغربی افریقہ کے یہ سکولز بہت کامیابی سے خدمت انجام دے رہے ہیں ۲ر دسمبر ۱۹۶۹ء کو سیرالیون کے وزیر اعظم جناب ڈاکٹر بنکا سٹیونس اور دیگر تعلیم کے اعلیٰ حکام نے احمدیہ سیکنڈری سکول فری ٹاؤن اور لیبارٹریز کا معائنہ کیا اور اسکول کے حسن انتظام طلباء کی اعلیٰ تعلیمی اور اخلاقی تربیت اور معیاری لیبارٹریز اور سکول کے نتائج پر بہت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدیہ مشن جس رنگ میں ملک کی تعلیم اور روحانی میدان میں بے لوث خدمت کر رہا ہے۔ اسے سیرالیون کی تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔

(بدر یکم جنوری ۱۹۷۰ء)

اپریل ۱۹۷۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نائیجیریا تشریف لائے اور وہاں کے سربراہ مملکت جنرل یعقوب گودن سے بھی ملاقات ہوئی۔ جنرل صاحب موصوف نے اہل نائیجیریا کو زیور علم سے آراستہ کرنے انہیں طبی سہولتیں بہم پہنچانے نیز انہیں مفید بااخلاق اور ایثار پیشہ شہری بنانے کی مساعی جمیلہ کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی گراں قدر خدمات کو سراہا اور ان کی بہت تعریف کی۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ نائیجیرین مسلمانوں میں حصول علم کی لگن پیدا کرنے اور انہیں اس طرح ترقی کی راہ پر گامزن کرنے میں جماعت احمدیہ کو اولیت کا فخر حاصل ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ کے اولین مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر ہی تھے جنہوں نے ۱۹۲۱ء میں وہاں سب سے پہلے مسلم سکول کی بنیاد ڈالی اور مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنے کی طرف بہت زور شور سے توجہ دلائی اس کے نتیجہ میں مسلمانوں نے اپنے اسکول قائم کرنے شروع کئے۔

(بدر اپریل ۱۹۷۰)

طلباء کو قیمتی نصائح :-

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے کماسی یونیورسٹی (گھانا) میں جو طلباء کو نصائح فرمائیں اس کی رپورٹ اخبار غانا ٹائمز نے ۲۳ر اپریل ۷۰ ۱۹ء کے صفحہ ۳ پر شائع کی۔ یہ نصائح طلباء کے لئے سنہری اصولوں کا حکم رکھتی ہیں۔ اخبار لکھتا ہے

"کماسی بروز بدھ جماعت احمدیہ کے عظیم مذہبی رہنما حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث" نے کماسی یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے مسلمان طلباء سے یونیورسٹی کے بڑے ہال میں خطاب فرماتے ہوئے فرمایا کہ جو محدود کتابی علم کلاس کے کمرہ میں حاصل کیا جاتا ہے۔

(باقی صفحہ ۳۲ پر)

ہندوستان میں ہمارے کامیاب انگلش میڈیم سکول

اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ اس وقت مرکز احمدیت قادیان کے علاوہ ہندوستان میں ہمارے گیارہ انگلش میڈیم سکول نہایت کامیابی سے چل رہے ہیں۔ ان میں سے بعض میٹرک تک ہیں اور بعض پرائمری تک اور ہر سال ترقی کر رہے ہیں۔ فی الحال یہ سکول جموں کشمیر، کیرلہ اور آسام میں کھولے گئے ہیں۔ لیکن بنگال میں جلد ہی دو سکول کھلنے والے ہیں۔ جن کے لئے زمینات خریدنے اور عمارت بنانے کی کارروائی چل رہی ہے۔

فضل عمر سکول پینگاڈی (کیرلہ) کی شاندار عمارت

فضل عمر سکول کیرولائی (کیرلہ) میں دعا کرتے ہوئے بچوں کا ایک منظر

یہ تمام سکول اپنے اپنے صوبوں کے صوبائی بورڈوں کی زیر نگرانی جاری ہیں۔ ہر بورڈ کا صدر اس صوبہ کا امیر ہے۔ یہ بورڈز اپنے اجلاسات کرتے ہیں جن میں سکولوں کی ترقی کے لئے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔ مزید سکولوں کے کھولنے پر غور ہوتے ہیں۔

ان سکولوں کو مرکزی فنڈ سے گرانٹ دی جاتی ہے جو کہ نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان کے توسط سے بھجوائی جاتی ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان سکولوں سے جہاں احمدی طلباء طالبات فائدہ اٹھاتے ہیں وہاں بلا امتیاز مذہب و ملت دیگر غیر احمدی و غیر مسلم طلبا بھی استفادہ کرتے ہیں بلکہ بعض سکولوں میں تو غیر احمدی و غیر مسلم طلباء و طالبات احمدی طلباء و طالبات کی نسبت زیادہ ہیں

اس موقع پر نمونہ کے طور پر مکرم عبدالحمید صاحب ٹاک امیر جماعت احمدیہ کشمیر کا ایک خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے

"اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے صوبہ بھر میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ انشاء اللہ ناصر آباد میں دسویں کلاس اور یاری پورہ میں نویں کلاس اسی طرح دیگر سکولوں میں بھی علی الترتیب نئی کلاسوں کا اجراء ہوگا ان سکولوں میں ڈیڑھ ہزار کے قریب طلباء وطالبات ہیں غیراز جماعت اہل حدیث۔ جماعت اسلامی۔ تبلیغ اسلام سنی فرقہ کے دانشمند تعلیم یافتہ طبقہ کے بچے اور بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ اسی طرح ان سکولوں کا ہر لحاظ سے اچھا اثر قائم ہو رہا ہے۔

والسلام

عبدالحمید ٹاک

۲۲ اکتوبر ۱۹۹۴ء

ذیل میں ہندوستان کے مختلف صوبوں میں جاری تعلیم الاسلام انگلش میڈیم سکولوں کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔

جموں کشمیر

۱۔ ناصر آباد ۲۔ آسنور
۳۔ یاری پورہ ۴۔ ہاری پاریگام
۵۔ رشی نگر ۶۔ چارکوٹ

کیرلہ

۱۔ کوڈالی ۲۔ کرولائی
۳۔ پینگاڈی ۴۔ کالیکٹ

آسام:۔ ۱۔ نیاجولی

علاوہ ان کے بنگال میں بھرت پور اور سیلرے گھاٹ میں اسکولوں کی تعمیر کی کارروائی ہو رہی ہے۔

حال ہی میں یاڑی پورہ میں نئے تعمیر کئے جانے والے سکول کی تقریب سنگ بنیاد کی رپورٹ ملی ہے۔ جو یہاں درج کی جاتی ہے۔ یہ رپورٹ مکرم عبدالحمید صاحب ٹاک امیر جماعت کشمیر نے ارسال کی ہے۔

یاری پورہ تعلیم الاسلام احمدیہ سکول کے سنگ بنیاد کی تقریب

مولا کریم کے فضل وکرم پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور شفقت سے مورخہ ۲/۹۴ کو یہ تقریب دعاؤں کے روحانی ماحول میں عمل میں آگئی الحمد للہ۔ تلاوت قرآن کریم مکرم میر عبدالرحمٰن صاحب سیکرٹری مال نے کی اور مکرم غلام نبی صاحب ناظر سیکرٹری تبلیغ نے موقع کی مناسبت سے اپنی نظم

خدا کا نام لیکر ہم شروع یہ کام کرتے ہیں
یہ خوبی ہم محمد مصطفےٰؐ کے نام کرتے ہیں

اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کر سنائی جو بدر میں دوسری جگہ چھپی ہے مکرم غلام نبی صاحب نیاز مشنری انچارج نے جماعت کے ان سکولوں کے کھولنے کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے تعلیم حاصل کرنے کے لئے بزرگان سلسلہ کے ارشادات بھی سنائے خاکسار (عبدالحمید ٹاک) نے بھی موقع کی مناسبت سے چند گزارشات کیں اس کے بعد اجتماعی دعا ہوئی مکرم میر عبدالستار صاحب سیکرٹری وقف جدید کی اذان کے بعد خاکسار نے سنگ بنیاد رکھا، وقف نو میں شامل ایک عزیز فہیم مہدی زاہد نے دوسرا پتھر رکھا مکرم غلام نبی صاحب نیاز مکرم شمس الدین صاحب صدر جماعت ترکہ پورہ مکرم خورشید احمد صاحب وانی سیکرٹری مال اونہ گام، مکرم عبدالعزیز صاحب ڈار صدر جماعت شورت مکرم شیخ عبدالحمید صاحب چیک ایرچھ مکرم بشیر احمد خان صاحب نائب صدر مکرم محمد افضل خان صاحب صدر جماعت نورہ مئی مکرم عبدالرحیم صاحب ساجد صدر جماعت بالسو، مکرم ڈاکٹر ایجاز احمد خان صاحب سیکرٹری تعلیم مکرم ارشاد احمد خان صاحب صدر جماعت براز لو اور مکرم عبدالسلام صاحب ٹاک صدر جماعت سرینگر جو باوجود کمزوری کے اس مبارک تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے نے ایک ایک پتھر رکھا اس طرح یہ مبارک تقریب روحانی ماحول میں دعاؤں کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی ہے۔ الحمد للہ رب العٰلمین اس موقع پر مٹھائی تقسیم کی گئی چائے پلائی گئی۔ مہمانان کرام کے لئے کھانے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ غیراز جماعت دوست بھی کافی تعداد میں شامل تھے مولا کریم سب شرکا کو اپنے فضلوں برکتوں رحمتوں سے نوازے آمین۔

اس سکول میں دو صد سے زائد بچے بچیاں زیر تعلیم ہیں اور کافی تعداد میں جماعت سے باہر ہر فرقہ کے دانشمند تعلیم یافتہ معززین کے بچے بچیاں بھی شامل ہیں۔ انشاء اللہ اس سال نویں کلاس کھولنے کا بھی پروگرام ہے۔ ریاست میں اس وقت جماعت کے چھ سکول چل رہے ہیں۔ انگلش میڈیم کے ساتھ ساتھ اسلامیات بھی پڑھایا جاتا ہے۔

تعلیم الاسلام سکول آسنور (کشمیر) کی بلڈنگ

تعلیم الاسلام سکول یاری پورہ (کشمیر) کے سنگ بنیاد کی تقریب کا منظر

ہمارے وہ انصار، خدام اور اطفال بھی خصوصی دعاؤں کے حقدار ہیں جو دن رات اپنا قیمتی وقت اس تعمیری کام میں دقار عمل کے طور پر صرف کرتے ہیں ۔

بقیہ صـ۱۴

ہندوستان کے وہ خوش قسمت طلبہ و طالبات جنہوں نے طلائی تمغے حاصل کئے

	نام	ولدیت	یونیورسٹی ۔ بورڈ	مضمون	سنہ
۱	ڈاکٹر میر صلاح الدین صاحب	مکرم میر غلام رسول صاحب	ایگریکلچر یونیورسٹی حیدر آباد	B.V.Sc	۱۹۸۲ء
۲	صبیحہ یونس صاحبہ	مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب	بھاگلپور یونیورسٹی (بہار)	M.A. سائیکالوجی	۱۹۸۳ء
۳	ڈاکٹر ممتاز الدین صاحب	مکرم بشیر الدین صاحب	کشمیر یونیورسٹی	M.B.B.S	۱۹۸۴ء
۴	مکرم جمیل احمد صاحب ناصر (ناظر تعلیم)	مکرم مولوی محمد یوسف صاحب فاضل درویش	ہماچل یونیورسٹی	L.L.B	۱۹۸۴ء
۵	شیخ عبد العظیم صاحب	مکرم عبد الشکور صاحب	انڈین سکول آف مائینز	M.S.c جیالوجی مینرل پوزیشن	۱۹۸۴ء
۶	عائشہ سلطانہ صاحبہ	مکرم مولوی محمد یوسف صاحب فاضل درویش	گورونانک دیو یونیورسٹی	M.A اُردو	۱۹۸۵ء
۷	مظفر احمد صاحب ٹاک	مکرم غلام نبی صاحب ناظر	کشمیر یونیورسٹی	M.A کشمیری	۱۹۸۷ء
۸	ڈاکٹر سید مبشر الدین صاحب	مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب بھاگلپور	بھاگلپور یونیورسٹی	M.B.B.S	۱۹۹۰ء
۹	ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب	مکرم سید محمد شاہ صاحب زیع بہاڑہ	ایگریکلچر یونیورسٹی ہریانہ	M.V.Sc	۱۹۹۰ء

نوٹ :۔ مذکورہ طلبہ و طالبات میں سے سوائے شیخ عبد العظیم صاحب کے باقی سب نے اوّل پوزیشن حاصل کی

اسی طرح دنیا بھر کے احمدی طلباء و طالبات اپنے اپنے ممالک کی یونیورسٹیوں اور بورڈوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرتے ہیں لیکن چونکہ ان سب کا ریکارڈ اس وقت ہمارے پاس نہیں ہے۔ اس لئے ہم ان کے اسماء اس موقع پر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ البتہ جس وقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۳ر جون ۱۹۸۰ء کو تقسیم تمغہ جات کے سلسلہ میں پہلی تقریب میں تمغہ جات مرحمت فرمائے تھے تو پاکستان کے درج ذیل تین طلبہ کو یہ تمغے اپنے دستِ مبارک سے عطا فرمائے تھے ۔

۱۔ آفتاب احمد صاحب اوکاڑہ (پاکستان) برقی انجینئرنگ میں اوّل

۲۔ نعیم الحق خان صاحب ۔ فیض اللہ چک (پاکستان)

۳۔ محمد لئیق احمد صاحب ۔ جام شورہ (پاکستان)

کسی ایک اَن پڑھ کو تعلیم دے کر دُنیا میں علم کے نور کو پھیلائیں ۔

بدر کی توسیع اشاعت آپ کا فریضہ ہے (مینیجر بدر)

تعلیم الاسلام ہائی سکول

۹۷ سال کی روشن تاریخ

حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ ماموریت کے وقت قادیان میں دو اسکول تھے ایک سرکاری لوئر پرائمری تک تھا اور ریتی چھلہ کے قریب تھا۔ دوسرا آریہ اسکول جس میں اس سے اوپر کی کچھ جماعتیں تھیں۔ دونوں اسکولوں میں مسلم بچوں سے امتیازی سلوک کے ساتھ ساتھ انہیں گمراہ کرنے کے لئے اسلام پر برملا حملے کئے جاتے تھے۔ سرکاری اسکول کی بابت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کا بیان ہے کہ:۔

"اس پرائمری اسکول میں بھی کچھ پڑھا ہوں" (الفضل ۲۵ اگست ۱۹۳۵ء ص۵)

اور مسلم بچوں سے امتیازی سلوک اور اُن کے دماغوں میں اسلام کے خلاف زہریلے خیالات بھرنے کی بابت بھی فرمایا۔

اُس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اب ہمارے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ ہم ایک اسلامی اسکول کھولیں۔ حضور علیہ السلام نے ۱۵ ستمبر ۱۸۹۷ء کو جماعت کے نونہالوں کو عیسائیت، الحاد اور مغربی تہذیب سے بچانے اور انہیں اسلام کا مخلص خادم بنانے کی غرض سے قادیان میں ایک مثالی درس گاہ کے قیام کی بذریعہ اشتہار تحریک فرمائی۔ چنانچہ حضورؑ نے لکھا :۔

"اگرچہ ہم دن رات اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ لوگ [illegible] موجود پر ایمان لاویں جس سے ایمان [illegible] سے نور ملتا ہے اور نجات حاصل ہوتی ہے لیکن اُس مقصد تک پہنچانے کے لئے علاوہ اُن طریقوں کے جو استعمال کئے جاتے ہیں ایک اور طریق بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مدرسہ قائم ہو کر بچوں کی تعلیم میں ایسی کتابیں ضروری طور پر لازمی ٹھہرائی جائیں جن کے پڑھنے سے اُن کو پتہ لگے کہ اسلام کیا شئے ہے اور کیا کیا خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے اور جن لوگوں نے اسلام پر حملے کئے ہیں وہ حملے کیسے خیانت اور جھوٹ اور بے ایمانی سے بھرے ہوئے ہیں .... میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایسی کتابیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے میں تالیف کرونگا بچوں کو پڑھائی گئیں تو اسلام کی خوبی آفتاب کی طرح چمک اُٹھے گی۔ اور دوسرے مذاہب کے بطلان کا نقشہ ایسے طور سے دکھایا جائے گا جس سے اُن کا باطل ہونا کھل جائیگا ......

..... اسی لئے میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بچوں کی تعلیم کے ذریعہ سے اسلامی روشنی کو ملک میں پھیلاؤں اور جس طریق سے میں اس خدمت کو سرانجام دوں گا میرے نزدیک دوسروں سے یہ کام ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس طوفانِ ضلالت میں اسلامی ذریت کو غیر مذاہب کے وساوس سے بچانے کے لئے اس ارادہ میں میری مدد کرے۔

سو میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بالفعل قادیان میں ایک مڈل اسکول قائم کیا جائے۔"

(رسالہ تعلیم الاسلام جلد اوّل نمبر ۶ صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۲ و تبلیغ رسالت جلد ششم (بار اوّل) صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۵)

انتظامیہ کمیٹی کی تشکیل

چنانچہ اس اہم تحریک کو عملی جامہ پہنانے، عملہ مہیا کرنے اور مدرسہ کے انتظامی امور پر سوچنے اور قواعد مرتب کرنے کی غرض سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایت کے مطابق ایک سب کمیٹی مقرر ہوئی جس کا پہلا اجلاس ۲۷ ستمبر ۱۸۹۷ء کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مدرسہ کے لئے ایک انتظامیہ کمیٹی مقرر کی گئی جس کا پریذیڈنٹ حضرت حکیم الامت مولوی نورالدین صاحب بھیروی، خازن حضرت میر ناصر نواب صاحب، سیکرٹری خواجہ کمال الدین صاحب وکیل ہائی کورٹ اور جائنٹ سیکرٹری حضرت مولانا عبدالکریم صاحب مقرر کئے گئے۔

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم صہ)

بعد میں حضرت مولوی صاحبؓ ہی سیکرٹری ہو گئے۔ حضرت مولوی صاحبؓ کو عمر بھر مدرسہ کے معاملات سے بہت دلچسپی رہی۔ (رسالہ تعلیم الاسلام جلد اوّل صہ ۲۳۳-۲۳۶) انتظامیہ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ مدرسہ یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو کھول دیا جائے۔

افتتاح

انتظامیہ کمیٹی کے فیصلہ کی رو سے تو مدرسہ یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو ہی کھل جانا چاہیئے تھا مگر چونکہ یہ دن جلسہ سالانہ کے تھے جن میں مہمان بکثرت آئے ہوئے تھے اس لئے اس کا افتتاح ۳ جنوری ۱۸۹۸ء کو ہوا۔ حضور علیہ السلام نے اس مدرسہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا :۔

"ہماری غرض مدرسہ کے اجراء سے محض یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جاوے۔ مروجہ تعلیم کو اسی لئے ساتھ رکھا ہے تاکہ یہ علوم خادم دین ہوں۔"

"ہماری یہ غرض نہیں کہ ایف اے یا بی اے پاس کر کے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھریں ہمارے پیش نظر تو یہ امر ہے کہ ایسے لوگ خدمتِ دین کے لئے زندگی بسر کریں، اور اسی لئے مدرسہ کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید دینی خدمت کے لئے کام آسکے۔" (الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۵ء)

مدرسہ کی عمارت

شروع میں مدرسہ کے لئے کوئی مخصوص عمارت نہ تھی۔ اس لئے اس کا آغاز مہمان خانہ سے ہوا۔ اس کے بعد حضرت نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ ہجرت کر کے قادیان تشریف لائے تو حضور اقدس نے مدرسہ کا پورا نظم و نسق اُن کے سپرد کر دیا۔ آپ نے ۲ دسمبر ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۵ء تک یہ قومی خدمت نہایت محنت اور ذوق و شوق سے سرانجام دی۔ مدرسہ کو ضروری فرنیچر فراہم کیا۔ اور پہلی عمارت کو وسعت دی اور ڈھاب پُر کر کے بورڈنگ کے لئے کوارٹر بنوائے۔ اس کے بعد ضروریات بڑھنے پر قادیان کے شمال میں ایک وسیع قطعہ اراضی تین ہزار میں خرید لیا گیا جس کی بنیادوں کی کھدائی مارچ ۱۹۱۲ء میں شروع ہوئی۔ اور ۱۵ جون ۱۹۱۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مولوی نورالدین صاحبؓ نے دعا کر کے بنیادی اینٹ رکھی۔ پھر آپ کے ارشاد کے مطابق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ نے ایک ایک اینٹ رکھی۔ (اخبار بدر ۲۷ جون ۱۹۱۲ء) بعد ازاں یہاں تعلیم الاسلام ہائی اسکول اور بورڈنگ کی شاندار عمارتیں بنیں۔ ۱۹۱۴ء میں ہائی اسکول اپنی جدید عمارت میں آگیا۔ تیس سال بعد جب ۱۹۴۴ء میں عمارت تعلیم الاسلام کالج کو دے دی گئی تو نور ہسپتال سے متصل ایک دوسری جگہ ہائی اسکول تعمیر کیا گیا جو تقسیم ملک ۱۹۴۷ء تک قائم رہا۔ اس کے بعد یہ عمارتیں سکھ نیشنل کالج اور خالصہ ہائی اسکول کے منتظمین کو کرایہ پر دے دی گئیں جو اب تک انہیں کے پاس ہیں اور اندریں حالات تقسیم ملک کے بعد سے تعلیم الاسلام ہائی اسکول مہمان خانہ سے متصل بلڈنگ میں لگایا جا رہا ہے۔ اس کا ذکر آخر میں آرہا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

مدرسہ کے اوّلین ہیڈ ماسٹر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب مقرر ہوئے اور ابتدائی اساتذہ بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نومسلم، مولوی فضل دین صاحب ساکن کھاریاں اور حافظ احمد اللہ صاحب تھے۔ (رسالہ تعلیم الاسلام ستمبر ۱۹۰۶ء صہ ۲۴۲) ان کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں کئی ایک قابل بزرگ اساتذہ اس اسٹاف میں شامل ہوئے۔ مثلاً (۱) قاضی امیر حسین صاحب (۲) مولوی سید سرور شاہ صاحب (۳) مولوی حکیم عبید اللہ صاحب بسمل (۴) شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی (۵) ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب جالندھری سابق مہر سنگھ۔ (۶) ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیّر (۷) منشی غلام محمد صاحب (۸) مولوی غلام نبی

صاحب (۹) ماسٹر عبد العزیز خان صاحب (۱۰) پیر منظور محمد صاحب (۱۱) قاضی عبد الحق صاحب (۱۲) منشی سکندر علی صاحب کلانوری (رسالہ تعلیم الاسلام ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۲۳ تا صفحہ ۲۲۶)

۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے وقت سلسلہ عالیہ کے اِس دائمی مرکز میں شعائر اللہ کی حفاظت اور خدمتِ دین کے لئے ۳۱۳ درویشان رہ گئے اور عورتیں اور کوئی بچہ نہ رہا تو جنوری ۱۹۴۹ء تک اسکول عارضی طور پر بند رکھنا پڑا۔ ۱۶ر فروری ۱۹۴۹ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام کا دوبارہ اجراء ہوا۔ اس وقت ابتدائی مدرس اور ہیڈ ماسٹر محترم قریشی فضل حق صاحب مرحوم درویش مقرر ہوئے۔ پرائمری سے مدرسہ جب مڈل میں اپ گریڈ ہوا تو جس طرح ۱۸۹۸ء میں مدرسہ کے پہلے مڈل کے امتحان میں تین طالب علم (صوفی غلام محمد صاحب مبلغ ماریشس، راجہ اسمٰعیل صاحب اور شیخ محمد نصیب صاحب) شامل ہوئے اور تینوں پاس ہوئے (روایات صحابہ جلد ہشتم صفحہ ۱۲۳) اسی طرح تقسیم ملک کے بعد کے پہلے مڈل کے امتحان میں تین طالب علم (مولوی محمد حمید صاحب کوثر مبلغ اسرائیل ابن مکرم محمد شریف صاحب گجراتی درویش مرحوم، محمد اسمٰعیل صاحب نوری ابن مولوی عبد القادر صاحب درویش اور طاہر احمد صاحب ابن منور علی صاحب درویش فوٹوگرافر) شامل ہوئے اور تینوں پاس ہوئے۔ مدرسہ ۱۹۶۷ء میں دوبارہ ہائی اسکول میں اپ گریڈ ہوگیا۔

ہیڈ ماسٹر

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے پہلے ہیڈ ماسٹر شیخ یعقوب علی صاحب تراب تھے۔ اس وقت سے آج تک جو ہیڈ ماسٹر ہوئے ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

(۱): ۔ شیخ یعقوب علی صاحب تراب
(۲): ۔ مرزا ایوب بیگ صاحب
(۳): ۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب
(۴): ۔ راجہ شیر محمد خان صاحب بی اے سپرنٹنڈنٹ محکمہ مال۔
(۵): ۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب
(۶): ۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب
(۷): ۔ مولوی صدر الدین صاحب
(۸): ۔ مولوی محمد دین صاحب
(۹): ۔ قاضی محمد عبد اللہ صاحب
(۱۰): ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔
(۱۱): ۔ اخوند عبد القادر خان صاحب
(۱۲): ۔ سید سمیع اللہ صاحب
(۱۳): ۔ سید محمود اللہ صاحب (۱۹۴۷ء تک قادیان میں پھر ربوہ میں اسی خدمت پر مقرر ہوئے)
(۱۴): ۔ قریشی فضل حق صاحب درویش
(۱۵): ۔ سید ظفر احمد صاحب
(۱۶): ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی درویش
(۱۷): ۔ سید عبد الحی صاحب بھاگلپوری
(۱۸): ۔ قریشی عبد الماجد صاحب
(۱۹): ۔ گیانی بشیر احمد صاحب ناصر درویش
(۲۰): ۔ سید شہامت علی صاحب درویش
(۲۱): ۔ محمد الیاس صاحب
(۲۲): ۔ خواجہ بشیر احمد صاحب بٹ
(۲۳): ۔ ماسٹر ای۔ عبد الحق صاحب (موصوف نے اس سے قبل ۶۹-۱۹۶۸ء میں بھی بطور ہیڈ ماسٹر خدمت سر انجام دی تھی۔

ماسٹر ای۔ عبد الحق صاحب جنوری ۱۹۹۲ء سے اب تک اسکول کے نظم و نسق اور تعلیمی حالت کو بہتر بنانے میں پورے ذوق و شوق اور انہماک سے خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔

بورڈنگ ہاؤس اور اس کے سپرنٹنڈنٹ

:۔ اوّلین طلباء کی تعداد بہت ہی کم تھی جو مہمان خانہ کے ایک کمرہ میں رہتے تھے۔ اور اُن کے نگران حضرت شیخ عبد الرحیم صاحب نومسلم (سابق جگت سنگھ) مقرر ہوئے۔ بورڈنگ ہاؤس کی مستقل صورت مئی ۱۹۰۰ء سے کی گئی۔ ابتداً ۳۲ بورڈر تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں متعدد سپرنٹنڈنٹ بنے جن میں سے شیخ عبد الحق صاحب، حضرت مولوی عبید اللہ صاحب بسمل اور حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب بالخصوص قابل ذکر ہیں۔

تقسیم ملک کے بعد مدرسہ تعلیم الاسلام کے بچوں کا انتظام مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ ہاؤس میں کیا گیا۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کا فی الحال بورڈنگ کا کوئی علیحدہ انتظام نہیں ہے۔

طلباء کی تعداد

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں طلباء کی تعداد حسب ذیل تھی:۔

سنہ	تعداد
۱۸۹۸ء	۱۴
۱۸۹۹ء	۸۵
۱۹۰۰ء	۱۲۱
۱۹۰۱ء	۱۴۶
۱۹۰۲ء	۱۵۰
۱۹۰۳ء	۱۵۲
۱۹۰۴ء	۱۳۲
۱۹۰۵ء	۱۳۸
۱۹۰۶ء	۲۰۸
۱۹۰۷ء	۲۲۰
۱۹۰۸ء	۱۹۰

تقسیم ملک کے بعد مدرسہ تعلیم الاسلام تین طلباء سے شروع ہو کر اس وقت اس میں بفضلہ تعالیٰ ۲۷۰ طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ اسکول سیکولرزم کا ایک بہترین نمونہ ہے جہاں ہر مذہب و ملت کے بچے تعلیم پاتے ہیں اور سبھی کو بلا امتیاز مذہب و ملت مساوی طور پر مفت تعلیمی سہولیات مہیا ہیں۔ اس وقت اسکول میں سرکاری نصاب کے مطابق انگریزی، ریاضی، سائنس، اردو، ہندی، پنجابی اور سوشل سٹڈیز سات مضامین کے ساتھ ساتھ مسلم بچوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منشاء کے مطابق دینیات کے مضمون پر بطور خاص توجہ دی جاتی ہے۔ چنانچہ دسویں کلاس تک قرآن مجید ناظرہ مکمل پڑھانے کے علاوہ دس پارے با ترجمہ پڑھا دیئے جاتے ہیں۔ تمام بچے سرکاری نصاب کے مطابق پنجاب اسکول ایجوکیشن بورڈ سے ہندی میڈیم سے میٹرک کا امتحان پاس کرتے ہیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام نے جو اپنی ابتدائی شکل میں پرائمری کی صورت میں شروع ہوا۔ خدا کے فضل سے چند سالوں کے اندر اندر اس نے بڑی ترقی کی چنانچہ ۱۸۹۸ء میں وہ مڈل اسکول بنا، فروری ۱۹۰۰ء میں ہائی اسکول ہوا اور مئی ۱۹۰۳ء میں کالج تک پہنچ گیا۔ جماعت احمدیہ کی اس مرکزی درس گاہ کی خدمات کا سلسلہ تقریباً ایک صدی پر پھیلا ہوا ہے۔ بالخصوص جماعت کے انگریزی خوان طبقہ میں دنیوی علم کے ساتھ ساتھ اسلامی ذوق اور دینی شغف پیدا کرنے میں مدرسہ تعلیم الاسلام نے ایک نمایاں حصہ لیا ہے۔ جماعت کے بہت سے مبلغ اور دوسرے مقامی کارکن اسی مدرسہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اِس ادارہ کے قدیم طلباء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ جیسی برگزیدہ ہستیاں بھی شامل ہیں۔

تقسیم ملک کے بعد اس مرکزی درس گاہ کے فارغ التحصیل طلباء میں سے اس وقت مولوی جلال الدین صاحب قمر، موجودہ ہیڈ ماسٹر ای عبد الحق صاحب، جمیل احمد صاحب ناصر، چوہدری منظور احمد صاحب گجراتی، منیر احمد صاحب حافظ آبادی، چوہدری محمد اکبر صاحب، چوہدری محمد عارف صاحب ننگلی، مولوی منیر احمد صاحب خادم، مولوی محمد کریم الدین صاحب بھی ہیں جو صدر انجمن احمدیہ کے مختلف ادارہ جات میں اعلیٰ عہدوں پر سلسلہ کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اور ڈاکٹر حمید احمد صاحب کٹی پی ایچ ڈی، ڈاکٹر وسیم احمد صاحب ناصر علی الترتیب کیلیفورنیا یونیورسٹی اور علی گڑھ یونیورسٹی میں سائنس کے لیکچرر ہیں۔ اور ڈاکٹر عبد الرشید صاحب بزاز ایم ایس ایران میں ڈاکٹری کی خدمات دینے کے بعد اس وقت مقامی طور پر پرائیویٹ پریکٹس کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر منصور احمد صاحب پی ایچ ڈی علی گڑھ یونیورسٹی سائنس کے لیکچرر کے طور پر خدمت سر انجام دے رہے ہیں ٭

کوئی احمدی بچہ کم از کم میٹرک سے پہلے اور کوئی احمدی بچی کم از کم مڈل سے پہلے تعلیم نہ چھوڑے ٭

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ)

قادیان کا نصرت گرلز ہائی سکول -!
جو گزشتہ کئی سال سے سو فیصد رزلٹ دے رہا ہے

پارٹیشن کے بعد ۱۹۵۲ء میں نصرت گرلز سکول دوبارہ شروع ہوا - شروع میں چند بچیاں تھیں - قریشی فضل حق صاحب مرحوم اس سکول کے پہلے استاد تھے چند سال تک وہ بچیوں کو تعلیم دیتے رہے - پھر بچیوں کی تعداد بڑھنے لگی تو علیحدہ علیحدہ کلاسز کر کے معلمات رکھی گئیں - سب سے پہلے اُستانی ربیعہ خانم صاحبہ مرحومہ جو پاکستان میں گورنمنٹ سکول میں ملازم تھیں کو سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ارشاد فرمایا کہ قادیان جا کر تعلیم کا کام سنبھالیں چنانچہ وہ ملازمت سے استعفیٰ دے کر قادیان آگئیں اور بچیوں کی تعلیم کا کام شروع کر دیا - ازاں بعد ۱۹۵۶ء میں محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ اہلیہ مکرم حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ قادیان آگئیں آپ اسکول میں ہیڈ مسٹریس کے عہدہ پر فائز ہوئیں اور ۱۹۶۸ء تک بطور ہیڈ مسٹریس بہترین خدمات سرانجام دیں - اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اس کے بعد ۱۹۶۸ء سے خاکسار نے ہیڈ مسٹریس کا چارج سنبھالا اور اب تک یہ چارج خاکسار کے پاس ہے -

سکول پہلے پرائمری تک تھا پھر مڈل تک پہنچا اور اب خدا تعالےٰ کے فضل سے تقریباً ۲۱ سال سے ہائی سکول ہے - مڈل تک RECOGNIZE ہونے کے بعد کئی سال تک میٹرک کا امتحان پرائیویٹ طور پر ہوتا رہا اور ۱۹۷۷ء میں میٹرک تک RECOGNIZE ہو گیا -

یہاں دینیات کے علاوہ اُردو اور باقی تمام سلیبس پنجاب ایجوکیشن بورڈ کا پڑھایا جاتا ہے میڈیم ہندی ہے - خدا کے فضل سے بچیاں تعلیمی میدان میں کافی آگے بڑھ رہی ہیں اور ہائی سکول کا رزلٹ ہمیشہ سو فیصد نکلتا ہے اس وقت سٹاف کی تعداد

از: محترمہ شہیلہ محبوب صاحبہ ہیڈ مسٹریس نصرت گرلز سکول

۱۶ ہے اور بچیوں کی تعداد ۲۲۰ ہے - بلا لحاظ مذہب و ملت بچیاں معمولی فیس سے تعلیم پاتی ہیں - موجودہ سٹاف میں سے ۹ ممبرات ایسی ہیں جنہوں نے اسی سکول سے پڑھ کر اعلیٰ تعلیم حاصل کی - خدا کے فضل سے تمام سٹاف محنتی اور ایماندار ہے - پچھلے دس سال کا رزلٹ اس طرح ہے -

سن	تعداد میٹرک	رزلٹ
۱۹۸۵ء	۱۰	۱۰۰٪
۱۹۸۶ء	۱۸	"
۱۹۸۷ء	۱۰	"
۱۹۸۸ء	۱۵	"
۱۹۸۹ء	۱۱	"
۱۹۹۰ء	۱۳	"
۱۹۹۱ء	۹	"
۱۹۹۲ء	۷	"
۱۹۹۳ء	۹	"
۱۹۹۴ء	۱۱	"

نُصرت گرلز کالج قادیان
علاقے میں جس کا نام روشن ہے

از: محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ پرنسپل نصرت گرلز کالج

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے فارغ التحصیل احمدی طلباء تو مقامی سکھ نیشنل کالج میں داخلہ لے سکتے تھے اور احمدی طلباء اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں مگر لڑکیوں کے لئے علیحدہ کوئی کالج نہ ہو سکنے کے باعث احمدی بچیاں اعلیٰ تعلیم کے زیور سے محروم تھیں - کچھ عرصہ کے لئے آریہ گرلز ہائی سکول کی عمارت میں اسی سکول کی انتظامیہ کی طرف سے کالج کی کلاسیں لگائی گئیں - جیسے ہی خرچ کے مقابلہ پر آمد کم ہوئی وہ ادارہ بند ہو گیا -

ایسی صورت حال میں اس اہم قومی ضرورت کو فوری عملی جامہ پہنانے کی غرض سے صدر انجمن احمدیہ و لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے ذمہ دار افراد کی ایک مشترکہ میٹنگ میں طے پایا کہ احمدی بچیوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک کالج کھولا جائے چنانچہ یکم اکتوبر ۱۹۸۷ء کو نصرت گرلز کالج کا افتتاح عمل میں آیا - افتتاحی تقریب کی مہمان خصوصی محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت قادیان و ناظر اعلیٰ موجود تھیں ابتداء میں یہ کالج حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے مکان میں شروع ہوا - چند سال بعد تبدیل ہو کر دارالمسیح میں آگیا - نصرت گرلز کالج کی نہایت خوش قسمت طالبات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے پیدائش والے کمرہ میں کئی سال تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا - ان مقامات مقدسہ کی برکات سے تمام مسلم اور غیر مسلم اسٹاف اور طالبات نے مساوی طور پر حصہ پایا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ - اس کے بعد کالج اگست ۱۹۹۲ء سے دارالانوار (موجودہ سول لائن) محلہ میں نئی تعمیر شدہ وسیع و عریض اور نہایت شاندار بلڈنگ میں منتقل کیا جا رہا ہے -

کالج کا ابتدائی سٹاف یہ تھا -

(۱) مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ ڈبل ایم اے (ہندی - تاریخ) ایم ایڈ پرنسپل بنت مکرم سید شجاعت علی صاحب
(۲) مکرمہ امۃ الحفیظ کوثر صاحبہ ایم اے اُردو بنت مکرم ڈاکٹر غلام ربانی صاحب -
(۳) محترمہ منجو بالا شرما ایم اے انگلش
(۴) منندر کور صاحبہ ایم اے تاریخ
(۵) کرن بیر کور صاحبہ ایم اے پولیٹیکل سائنس -

مکرمہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ نے اس کالج کو جاری رکھنے میں بہت محنت اور قربانی سے کام لیا - شروع شروع میں پرنسپل کی ذمہ داریوں کے ساتھ ہندی اور ہسٹری بھی پڑھاتی رہیں - اور ایک غیر مسلم اُستانی کے زائد تنخواہ مانگنے پر اپنی تنخواہ سے یکصد روپیہ زائد اُسے دیتی رہیں تاکہ کالج میں کسی طرح کی رکاوٹ نہ آئے -

موصوفہ کی ان خدمات پر حضرت امیر المؤمنین نے ان کے والد محترم کے ایک خط کے جواب میں فرمایا -

”عزیزہ امۃ القدوس بڑی نیک قابل بچی ہے اور اس نے جماعت کی خاطر بہت قربانی کی ہے اُسے میری طرف سے خاص طور پر محبت بھرا سلام“ (آپ کا) امۃ القدوس صاحبہ کی شادی ہو جانے کے بعد سے اب تک خاکسار بحیثیت پرنسپل خدمت سرانجام دے رہی ہے -

اس کالج کی یہ شان یہ ہے کہ اس میں ہر مذہب و ملت کی طالبات نہایت وقار کے ساتھ معمولی فیس سے تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور گورو نانک دیو یونیورسٹی امرتسر کے نصاب کے مطابق امتحان لیا جاتا ہے ۱۹۸۸ء سے اب تک ایک سو سے زائد طالبات گریجوایشن کر چکی ہیں اور ان میں سے کئی اکناف عالم میں بنی نوع انسان کی خدمت بجا لا رہی ہیں ؟

قادیان کا مدرسۃ المعلّمین

جس کا عزم ہے کہ وہ ہندوستان کے دیہاتوں کو علم کے نور سے منور کر دیگا

مکرم محمود احمد صاحب خادم ہیڈ ماسٹر مدرسۃ المعلمین

مُعلمین کلاس کا اجراء باقاعدہ ۱۹۹۰ء سے ہوا۔ شروع میں علاقہ ارتداد یوپی و راجستھان وقف جدید بیرون کے تحت اور علاقہ نیپال اور بھوٹان سے تحریک جدید کے تحت مُعلمین کلاس میں طلباء داخل ہوتے تھے یہ کلاس پہلے مسجد مُبارک میں لگا کرتی تھی اس وقت خاکسار اور مکرم مولوی عطاء اللہ خان صاحب یہ کلاس مسجد اقصیٰ میں لگایا کرتے تھے۔ طلباء کی تعداد میں اضافہ کے بعد مزید دو اساتذہ مکرم ایم ابوبکر صاحب اور مکرم کے ناصر احمد صاحب نے بھی اس کلاس کو تعلیم دینی شروع کی۔ ہر سال اس کلاس کے طلباء میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔

ابتداء میں یہ طلباء لنگر خانہ جلسہ سالانہ میں قیام پذیر رہے اور ان کے کھانے پینے کا انتظام معمول رہا اور چونکہ لنگر خانہ میں رہنا بہت مشکل ہوتا اور تعداد بھی بفضلہٖ تعالےٰ کافی ہو چکی تھی اس لئے دفتر وقف جدید بیرون نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں طلباء کے قیام و طعام اور تعلیم و تربیت کی مشکلات کا ذکر کر کے حضور انور سے فارن گیسٹ ہاؤسز کی عمارتوں میں سے ایک گیسٹ ہاؤس کی منظوری کی درخواست کی۔ جس پر حضور انور نے ازراہ شفقت ایک گیسٹ ہاؤس عنایت فرمایا جس میں طلباء کے لئے مزید ایک کچن بھی تعمیر کرنے کی منظوری عنایت فرمائی جس میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے تینوں وقت کھانا تیار رہتا ہے

اس وقت مذکورہ کلاس باقاعدہ ایک مدرسہ کی شکل اختیار کر چکی ہے جس میں ۶۵ طلباء تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ۲۰ چھوٹے بچے جو وقف جدید بیرون اور تحریک جدید کے تحت نیپال کے علاقہ سے تعلیم و تربیت کی خاطر قادیان آئے ہوئے ہیں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں زیر تعلیم ہیں۔

اس وقت اس مدرسہ میں تین سالہ ٹریننگ کورس کروایا جاتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے سال قرآن مجید اور اُردو سے ناواقف طلباء کو قرآن مجید اور اردو سکھایا جاتا ہے اور پھر اگلے دو سالوں میں قرآن مجید باترجمہ۔ حدیث۔ کلام تاریخ۔ فقہ۔ صرف و نحو۔ ادب عربی اور موازنہ مذاہب کے ساتھ ساتھ ہفتہ میں ایک گھنٹی طب ہومیوپیتھی کی بھی لگائی جاتی ہے۔ اس مدرسہ کے نگران مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد نائب ناظم وقف جدید ہیں اور مندرجہ ذیل اساتذہ تعلیم و تربیت پر مامور ہیں۔

(۱) خاکسار محمود احمد خادم ہیڈ ماسٹر معلمین کلاس
(۲) مکرم منظر احمد وسیم صاحب مدرس
(۳) " ایم ابوبکر " "
(۴) " کے ناصر احمد " "
(۵) مکرم حفیظ احمد الہ دین صاحب مدرس

اس مدرسہ سے فارغ ہونے والے طلباء بالخصوص دیہاتوں میں بچوں کی تعلیم و تربیت کا کام کرتے ہیں اور ساتھ ہی فریضہ تبلیغ بھی سرانجام دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس مدرسہ سے گزشتہ دو سالوں میں ۳۵ طلباء فارغ ہو کر میدانِ عمل میں جا چکے ہیں۔

ان بچوں کے کھیلنے کے لئے گیسٹ ہاؤس میں ایک وسیع گراؤنڈ ہے جہاں یہ بچے فٹ بال۔ والی بال اور کبڈی وغیرہ کھیلتے ہیں۔ موسم گرما میں تفریح کے لئے لے جایا جاتا ہے۔

گیسٹ ہاؤس کے قریب ہی مسجد دار الانوار میں یہ بچے باجماعت نمازوں کی ادائیگی کرتے ہیں نیز اللہ کے فضل سے حضور انور نے ازراہ شفقت گیسٹ ہاؤس میں ڈش انٹینا کی منظوری دی ہوئی ہے جس سے طلباء "مسلم ٹیلی ویژن" احمدیہ کے پروگراموں سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔

تحریک جدید (بھارت) قادیان کی طرف سے جاری تعلیمی ادارہ جات

از مکرم مظفر احمد صاحب فضل انسپکٹر تحریک جدید قادیان

وسط ایشیا کے تمام ملکوں میں نیپال کا تعلیمی معیار بہت گرا ہوا ہے خصوصاً مسلمانوں کی تعلیمی حالت نہایت خستہ ہے۔ جب جماعت احمدیہ نیپال میں پہنچی تو جماعت نے سب سے پہلے وہاں کے لوگوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ متعدد مقامات پر مدرسے کھولے جا چکے ہیں اور کئی مقامات پر احمدیہ پبلک سکولوں کی بنیادیں رکھی جا چکی ہیں۔

(۱) پرسونی (سنہ ۱۹۹۱ء)

سنہ ۱۹۹۱ء میں جب جماعت احمدیہ پرسونی کے صدر مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب، جب اپنے چودہ ساتھیوں کے ہمراہ بطور نمائندہ مجلس شوریٰ قادیان میں شامل ہوئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ نے انہیں جماعت احمدیہ کے نام کوئی ادارہ رجسٹریشن کروانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ماہ مارچ ۱۹۹۱ء میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے محکمہ تعلیم نیپال کی طرف سے "احمدیہ پبلک سکول" کے نام سے رجسٹریشن کی منظوری دی گئی۔ مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب نے اپنی ذاتی زمین سے پانچ صد مربع میٹر پلاٹ احمدیہ سکول کے نام پر ہبہ کر دیا۔ ابتدائی طور پر ایک چھوٹا سا سکول تعمیر کیا گیا لیکن "محافظین ختم نبوت" نے رات کے وقت اسکول کو آگ لگا دی۔ اس آگ زنی کی رپورٹ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوائی تو حضور نے جماعت کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ

"سکول کے لئے شاندار اور پختہ عمارت کا منصوبہ پیش کیا جائے"۔

حضور انور کے اس ارشاد کے مطابق اسکول کی تعمیر کا کام اب آخری مراحل میں ہے فی الحال ایک کچی عمارت میں سکول جاری ہے جس میں ۷۰ مسلم و غیر مسلم طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں

پرسونی (نیپال) کے احمدیہ پبلک سکول کو "محافظین ختم نبوت" نے آگ لگا دی اب پھر یہ سکول تعمیر کیا جا رہا ہے

مدلو :-

پرسونی (ضلع پرسا) کے جاری شدہ سکول کا اس علاقہ میں نیک اثر ہو رہا ہے اور اس سے ملحقہ ضلع (بارا) کے گاؤں مدلو کے ذی اثر احباب نے جماعت احمدیہ کی طرف توجہ کی جولائی ۱۹۹۱ء میں جب خاکسار نے اس علاقہ کا تبلیغی دورہ کیا تو اللہ کے فضل سے اس گاؤں کی ساری مسلم آبادی نے احمدیت قبول کر لی الحمد للہ اور ایک مدرسہ جو کئی دنوں سے غیر احمدی مولویوں کے بداثرات سے بند پڑا تھا وہ بھی جماعت احمدیہ کو پیش کیا گیا

(باقی صفحہ ۳۴ پر)

ہمارا تعلیمی نظام

مکرم سید شہامت علی صاحب ہتیہ رتن درویش مدرس تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان

تعلیم کے مقاصد

تعلیم کے معنی اور مختلف مطالب کے اندر اس کے مقاصد اُسی طرح لازمی جُز کے طور پر شامل ہیں جس طرح جسم کے اندر روح اور پھول کے اندر خوشبو۔ تعلیم کے مقاصد کا میدان اس قدر وسیع ہے کہ اس پر علیحدہ ہی بحث کی جانی چاہیئے تاہم موقع کی مناسبت سے اختصار کے ساتھ اس پر غور کریں گے۔ دیکھا گیا ہے کہ فی زمانہ تربیتی اداروں میں تعلیم کے جن مقاصد کو عام اور نمایاں کر کے پیش کیا جا رہا ہے اور اُسی کے مطابق درسگاہوں میں بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ پیشہ، روزی، فرصت کے لمحات کو اچھی طرح گزارنا زندگی کے مستقبل کے لئے تیار کرنا۔ اچھا شہری بنانا، انفرادیت کی نشو و نما اظہار خودی وغیرہ مقاصد کے حصول کے لئے تعلیم کے ڈھانچہ کو شکل دی جاتی ہے۔ اگر ہم یہاں پر آزاد ہندوستان میں تعلیم کے مقاصد پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

آزاد ہندوستان میں تعلیم کا مقصد

آزادی کے ساتھ ساتھ ہمارے اوپر کچھ خاص ذمہ داریاں عائد ہو گئی ہیں۔ ہمارے لئے تعلیم کے مقصد کی جستجو صرف ایک علمی بحث ہی نہ ہونی چاہیئے بلکہ ہمیں اپنی خاص ذمہ داریوں اور فرائض کا احساس بھی رکھنا چاہیئے۔ جو کہ بحیثیت ایک آزاد قوم اور ملک ہونے کے ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ سب سے بڑی ذمہ داری تو یہ ہے کہ سینکڑوں برس کی غلامی نے جو ہماری ذہنیت کے اوپر اثر ڈالا ہے اُسے دور کرنا ہے اور اپنی آزادی کو ہر قیمت پر برقرار رکھنا ہے۔ اس کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ بچوں میں بھی اس بات کا احساس پیدا ہو کہ وہ ملک کی آزادی کی حفاظت کو اپنا اہم ترین فرض سمجھیں اور جمہوریت کی ذمہ داریوں کو اُٹھانے کے لئے تیار رہیں۔ ہمارے تعلیمی سسٹم کے معماروں نے بھی اس سلسلہ میں کہا ہے کہ تعلیم کا مقصد اچھے شہری تیار کرنا ہے۔ ایسے شہری جو جمہوری نظام کی ذمہ داریوں کو سنبھال سکیں اور جن کی نگاہ میں وسعت ہو۔ قوم و مذہب کی تنگ نظری اُن کے پاس نہ پھٹکے۔ تعلیم نہ صرف موجودہ اقتصادی نظام کو مد نظر رکھے بلکہ ملک کی صنعتی اور زراعتی پیداوار کو بہتر بنانے میں مدد دے اور اس کے ساتھ ساتھ تمدنی ورثہ کا بھی خیال رکھے۔ ہماری جمہوری تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ بچہ کی شخصیت کی مکمل نشو و نما ہو سکے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تعلیم بچے کی نفسیاتی، معاشرتی اور جذباتی اور عملی ضروریات کی طرف پورے طور سے توجہ دے۔ ایسی تعلیم بچہ کے اندر تنظیم، برداشت اور حب الوطنی کا جذبہ بھی پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ یہ تمام تو ازبارت سوسائٹی میں خوشگواری کے ساتھ رہنے کے لئے بہت ضروری ہے۔ تنظیم کے ذریعہ انسان کے دل میں سوسائٹی اور کی ترقی کی لگن پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح برداشت کا مادہ بھی ضروری ہے۔ بغیر اس کے جمہوریت کا زندہ رہنا محال ہے کیونکہ ہمیں اختلاف نہ صرف برداشت ہی کرنا چاہیئے بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ جمہوریت کا ایک اہم جُز ہے۔ اگر ہم سماج میں زبردستی یکسانیت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے تو انسانی زندگی کا دم گھٹ جائے گا اور جمہوریت سانس توڑنے لگے گی۔ اس کے لئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہماری جمہوریت جس میں بہت سے مذہب، نسلیں اور فرقے شامل ہیں ایسے سماج کو تشکیل دے جس میں کہ آدمی کے دل و دماغ میں اتنی وسعت ہو کہ وہ اس گوناگوں ماحول سے ایک نیا امتزاج پیدا کر دے۔ حب الوطنی تنگ نظریہ کا نام ہرگز نہیں۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ دنیا اب ایک دوسرے کے بہت نزدیک آگئی ہے اور کوئی بھی قوم تنہا زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس لئے ہمارے لئے دنیا کا شہری بننا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ اپنے ملک کا۔ یہاں پر ایک نظریہ کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں اور بدقسمتی سے ہمارے تعلیمی ڈھانچہ میں اسی نظریہ کو فوقیت حاصل ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک عظیم پروجیکٹ کا پہلے ایک ماڈل تیار کیا جاتا ہے پھر اس کو عملی شکل دی جاتی ہے۔ یہاں پر ایک ایسے ہی ماڈل ملاحظہ فرمائیے۔

ایک صاحب سوامی ستیہ دیو پری براجک (سنیاسی) نے ساگر (مدھیہ پردیش) میں ایک موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:۔ "جب ہم ہندو سنگٹھن کے ذریعہ سے خاطر خواہ طور پر

> "آزاد ہندوستان میں ہر ایک سچے محب وطن، سچے جمہوریت پسند اور انسانی اخلاقیات کے قدر دان پر واجب ہے کہ وہ اپنے آس پاس اور ماحول کا جائزہ لے کہ کہیں ہمارے موجودہ تعلیمی ڈھانچہ میں سماج کے اندر زبردستی یکسانیت پیدا کرنے کی ایسی مذموم حرکات تو نہیں ہو رہی جس سے انسانی زندگی کا دم گھٹ رہا ہو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جنگ آزادی کے دوران انگریزوں کی طرف سے جو ماڈل عوام کے سامنے پیش کیا گیا تھا اب آزادی ملنے پر تمام عوتوں کے ساتھ اس کی تعمیر شروع کر دی گئی ہو۔"

مضبوط ہو جائیں گے تو مسلمانوں کے سامنے یہ شرائط پیش کریں گے (۱) قرآن کو الہامی کتاب نہیں سمجھنا چاہیئے۔ (۲) حضرت محمدؐ کو رسول خدا نہ کہا جائے۔ (۳) عرب وغیرہ کا خیال دل سے دور کر دینا چاہیئے۔ (۴) سعدی و رومی کی بجائے کبیر داس و تلسی داس کی تصانیف کا مطالعہ کیا جائے (۵) اسلامی تہواروں اور تعطیلوں کی بجائے ہندو تیوہار و تعطیلات منائی جائیں (۶) مسلمانوں کو رام و کرشن وغیرہ دیوتاؤں کے تیوہار منانے چاہئیں (۷) انہیں اسلامی نام بھی چھوڑ دینے چاہئیں اور اُن کی جگہ رام دین۔ کرشن خان وغیرہ نام رکھنے چاہئیں (۸) عربی کی بجائے تمام عبادتیں ہندی میں کی جائیں۔"

(اخبار وکیل امرتسر ۳ دسمبر ۱۹۲۵ء)

ایک اور ہندو لیڈر لالہ ہردیال ایم اے جن سے یورپ اور امریکہ کے لوگ خوب واقف ہیں لکھتے ہیں:۔

"سوراج پارٹی کا اصول ہونا چاہیئے کہ ہر ہندوستانی بچہ کو شدھی رتن دیئے جائیں خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی۔ اگر کوئی فرقہ اُن کے لینے سے انکار کرے اور ملک میں دو رنگی پھیلائے تو اس کی قانونی طور پر ممانعت کر دی جائے یا اُن کو عرب کے ریگستان میں کھجوریں کھانے کے لئے بھیج دیا جائے۔ ہمارے ہندوستان کے آم، کیلے اور نارنگیاں کھانے کا اُنہیں کوئی حق نہیں۔"

(اخبار پیغام صلح ۱۱ ص ۳ و ملاپ لاہور ۲۵ مئی ۱۹۲۵ء)

ایک اور ہندو ودوان پروفیسر رام دیو جو آریہ سماج کے بڑے لیڈر اور اُن کے مرکزی کالج کے پرنسپل تھے لکھتے ہیں:۔

"ہندوستان کی ہر ایک مسجد پر ویدک دھرم یا آریہ سماج کا جھنڈا بلند کیا جائے گا۔"

(اخبار گورو گھنٹال ۱۰ جنوری ۱۹۲۷ء)

اب جب کہ ہندوستان آزاد ہو گیا ہے۔ ایک سچے محب وطن، سچے جمہوریت پسند اور انسانی اخلاقیات کے قدر دان پر واجب ہے کہ وہ اپنے آس پاس دیکھے اور ماحول کا جائزہ لے کہ

کہیں ہمارے موجودہ تعلیمی ڈھانچہ میں سماج کے اندر زبردستی یکسانیت پیدا کرنے کی ایسی مذموم حرکت تو نہیں ہو رہی جس سے انسانی زندگی کا دم گھٹ رہا ہو اور جمہوریت کے لئے خطرہ پیدا ہو گیا ہو۔ یا کہیں ایسا تو نہیں کہ جنگ آزادی کے دوران مندرجہ بالا پروجیکٹ کا ماڈل عوام کے سامنے پیش کیا گیا تھا اب سوراج ملنے پر تمام قوتوں کے ساتھ اس کی تعمیر شروع کر دی گئی ہو۔ اور یہ کہ یہی خیالات وکردار اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے ذریعہ نوجوان پیڑھی کے ذہنوں میں راسخ کئے جا رہے ہوں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ نصابوں کے اندر ایسے ہی زہریلے مواد کو داخل کر کے ملک وقوم کے ہزاروں برس کے تجربات کا بیش بہا خزانہ اور میراث کو بہت آسانی سے ضائع کیا جا رہا ہے۔ ہندوستان دشمن مورخین کی تحریرات کو ہی ہمارا نیا مؤرخ اپنی تحقیق کی بنیاد بنا بیٹھا ہے۔ پرائمری ایجوکیشن سے لے کر یونیورسٹیوں تک کی تعلیم اسی مرض کا شکار ہے اور اس کے نتائج وثمرات سبھی کے سامنے ہیں۔ موجودہ سماج میں دھماکہ خیز بے چینی اور عدم استحکام کے مناظر کا ہماری آنکھیں ہر روز مشاہدہ کر رہی ہیں۔ لیکن اس کی اصل وجوہ تلاش کرنے کی طرف کسی کا دھیان نہیں جاتا۔ ایسا کیوں؟ ہمارے تعلیمی نظام کے معماروں کے دماغوں میں وہی بھونڈا سا ماڈل سمایا ہوا ہے۔ اس ماڈل کو توڑنے یا اس میں تبدیلی لانے کی ان میں یا تو صلاحیت نہیں یا پھر انہیں فرسودہ خیالات سے وہ معذور ہیں جنہیں موجودہ دنیا کا نظام جمہوریت ہرگز قبول نہیں کر سکتا۔ موجودہ دنیا میں اور بالخصوص ہندوستان میں شریمتی سروجنی نائیڈو کے الفاظ ہیں :-

"اسلام کی حریت وجمہوریت آج سبق لینے کے لائق ہے۔"

(اخبار وکیل ۲۶ جنوری ۱۹۱۸ء)

جدید تعلیم کے خدوخال اور اُس کا تاریخی پس منظر

تعلیم وہ عمل ہے جو انسان کے تجربہ میں ہر لحظہ کاٹ چھانٹ کرتا رہتا ہے اور پچھلے تجربات کی روشنی میں آنے والے اور آتے ہوئے تجربات کو مضبوط اور پختہ بناتا چلا جاتا ہے اور اُس کے ساتھ ساتھ تمام گزشتہ تجربات کو نئی روشنی بھی عطا کرتا ہے۔ مختصر الفاظ میں اس عمل کو تجربے کی مسلسل تجدید کہنا چاہیئے۔ جن دنوں لندن میں گول میز کانفرنس ہو رہی تھی اس وقت ایک مشہور لیڈر مولانا محمد علی صاحب (جو مولانا شوکت علی کے بھائی تھے) نے ایک اجلاس میں کہا تھا کہ ہمارے دیش بھارت میں منافرت اور پھوٹ اس اتہاس کی پیداوار ہے جو انگریزوں نے اپنی نیتی یا سیاست کو فروغ دینے کے لئے تیار کرایا ہے اور ہندوستانی بچوں کو اسکولوں اور کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ اس نے ملک کی مختلف قوموں میں بغض وعناد اور دشمنی میں بہت اضافہ کیا ہے۔ اگر اس غلط اور فرضی واقعات سے پُر تاریخ کو پس پشت ڈال دیا جائے تو بھارت کی مختلف قوموں کی باہمی منافرت بہت جلد اتحاد وصلح میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ ایک بھارتی ودوان نے اس سے متعلق کیسے اچھے اور قابل قدر خیالات ظاہر کئے ہیں :-

"وہ اتہاس نہ پڑھو جو تمہارے دلوں میں دوسروں کے لئے نفرت پیدا کرتا ہے وہ یاد داشت بھلا دو۔ اُن کہانیوں کو بھلا دو جو دشمنی کو تازہ رکھتی ہیں جو تمہارے ہمسایوں کو تمہاری دشمن بناتی ہیں۔"

(بیریت لڑی اگست ۱۹۳۶ء)

اگرچہ جدید تعلیم کے بنیادی خیالات یونانیوں پر منحصر تھے۔ سوفسطیوں کی آزاد خیالی، سقراط کا نظریہ "تخیل" افلاطون کا فرد اور معاشرہ کی ذہنی تربیت کا دماغی آزادی کے آئیڈیل علم کا نظریہ اور ارسطو کا آئیڈیل حصول خودی یا انبساط کا نظریہ۔ یہ سب نظریات و افکار عیسائیت کے ملاں ازم کا شکار ہو گئے تھے۔ مگر بہت بعد میں روسو کے فلسفہ نیچر، پیسٹالوزی کے احساسات کے ذریعہ ادراک کے اصول اور فروبل کا عقیدہ ونظریہ کہ خدا کی جھلک انسان، حیوانات، نباتات اور جمادات سے ملتی ہے لہٰذا یہ سب چیزیں ایک ہی ہیں یعنی اپنے آپ کو سمجھنے، خدا کو سمجھنے اور کائنات کو سمجھنے کے نظریات کو فروغ تو ضرور ملا۔ مگر یہ خیالات مسلمانوں کے ذریعہ یوروپ میں اور پھر تمام دنیا میں اپنے عروج کو پہنچے اور مرحوم پنڈت جواہر لعل نہرو نے تو مسلمانوں کو FATHER OF MODERN SCIENCE تک کہا ہے۔ اس تعلق سے چند مشاہیر عالم کے خیالات پیش کرنا نامناسب نہ ہوگا۔

ہماری سابقہ وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۲۸ جنوری ۱۹۸۱ء کو نئی دہلی میں عالمی ثقافت وتہذیب خصوصاً ہندوستانی ثقافت وتہذیب میں اسلام کے حصہ سے متعلق بین الاقوامی سیمینار کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا :-

"ہندوستان کی شہریت قبول کرنیوالی یوروپین خاتون مسز اینی بسینٹ کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل قدر ہیں۔

"اہل اسلام نے آٹھویں صدی سے چودھویں صدی تک علم کی مشعل روشن رکھی اور جہاں کہیں وہ گئے اپنے ساتھ سائنس لے کر گئے۔ انہوں نے فتوحات ضرور کیں، لیکن مقبوضہ ممالک میں اسکولوں اور یونیورسٹیوں کی بنیاد رکھی مصر، بغداد اور قرطبہ کی یونیورسٹیوں کو پیغمبر اسلام کے زیر سایہ فروغ حاصل ہوا۔ یوروپی عیسائی۔ مسلمان استادوں سے سائنس، جیومیٹری سیکھ چکے تھے سیکھنے کے لئے وہ اندلس گئے اور علم فلکیات حاصل کیا۔ مسلمانوں نے ہندوؤں اور یونانیوں سے علم ریاضیات حاصل کیا۔ دوسری ڈگری کی مساوات دریافت کیں ستاروں کا مشاہدہ کیا اور زمین کی زیادہ درست پیمائش کی۔ انہوں نے ہندوستان کے فلسفہ، [illegible] نیز دیگر گرنتھوں کا ترجمہ کیا۔ انہوں نے دنیا کو نئے طرز کا فن تعمیر، فن موسیقی، سائنسی زراعت اور صنعت کاری عطا کی۔ نیز انہیں نئی بلندیوں پر پہنچایا یہی نہیں بلکہ فلسفہ میں ان کی حیثیت اعلیٰ ترین ہے۔"

آگے چل کر اسی خطاب میں شریمتی اندرا گاندھی فرماتی ہیں :-

"اسلامی فلسفہ کی گہرائیوں کی غواصی کرنا آپ جیسے علماء کا کام ہے۔ میں تو صرف پیغمبر اسلام کی غیر معمولی ذہانت، عظمت نیز تدبر، روشن طبع اور رحم دلی وخدا ترسی کو خراج تحسین پیش کرنے پر ہی اکتفا کروں گی۔ انہوں نے فرمایا۔

"آپ میں سے ہر ایک کو ایک قانون اور ایک کھلا راستہ ہم نے دیا ہے۔ اگر اللہ کی رضا ہوتی تو اُس نے یقیناً آپ کو ایک ہی قوم بنایا ہوتا۔ مگر اُس نے مناسب یہی سمجھا کہ آپ کو مختلف قوانین عطا کرے تاکہ وہ آپ کی آزمائش اُن ہی قوانین کی رو سے کرے جو اُس نے آپ کو عطا کر رکھے ہیں۔ اس لئے نیک کام کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں بالآخر آپ کو اُسی کے حضور جانا ہے۔ تب ہی وہ آپ کو بتائے گا کہ کہاں کہاں آپ سے نافرمانی سرزد ہوئی ہے۔"

روا داری کے تصور کا اس سے زیادہ عظیم بیان اور کون سا ہو سکتا ہے؟ یہی وہ وصف ہے جس کی ضرورت آج تاریخ کے ایک نازک موڑ پر کھڑے بنی نوع انسان اور دنیا کو بچانے کے لئے پہلے سب سے زیادہ ہے۔

اپنی بے پناہ انکساری کے ساتھ پیغمبر اسلام نے خود کو اَن پڑھ کہا ہے۔ مگر خود اُن سے زیادہ دانا اور کون شخص ہو سکتا ہے جس نے فرمایا۔

"اپنے علم کی مدد سے ہر شخص ثواب وگناہ میں تمیز کر سکتا ہے یہ ہر فرد کے لئے جنت کی راہ روشن کرتا ہے، ہر جگہ ہمارا دوست رہتا ہے، خواہ ہم صحرا میں ہوں، سماج میں ہوں یا عالم تنہائی میں۔ یہ اُس وقت بھی ہمارا دوست ہوتا ہے جب سبھی دوست ساتھ چھوڑ جاتے ہیں یہ دشمنوں کے خلاف سپر کا کام بھی دیتا ہے۔"

اسلام نے علم، کوشش وجہد، رحم دلی اور فرض شناسی پر زور دیگر روئے عالم پر تغیر وتبدیلی، جمہوری برادرانہ اقدار کی تشکیل، مردوں اور عورتوں ایک

مساوات نیز متعدد قبیلوں اور فرقوں میں انسانی یکجہتی کا جذبہ پیدا کرنے میں اہم رول ادا کیا۔"

ایک مشہور سائنس دان و ودوان سر پی سی رائے فرماتے ہیں:-

"یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ مسلمان ہندوستان میں آکر بس گئے اور کچھ نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے یہاں کی فن تعمیر۔ موسیقی۔ ادب اور سیاست میں بیش بہا اضافہ کیا ہے۔ ہندوستان کی تربیت و تہذیب میں اسلام کی ذہانت و ذکاوت نے بہت کچھ حصہ لیا ہے۔ وہ لباس زریں جو مسلمانوں نے ہندو دیوی کو پہنایا اگر اُتار لیا جائے تو وہ کیسی بدنما نظر آنے لگے گی؟ اس کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں۔"

(اخبار نجات بجنور ۱۵ر فروری ۱۹۲۳ء و علی گڑھ گزٹ ۱۲ر فروری ۱۹۲۳ء)

ملک کی اعلیٰ تعلیم پر ایک نظر

ملک کی اعلیٰ تعلیم میں ابھی تک کچھ ایسی خامیاں ہیں جن کی طرف سالہا سال سے توجہ دلانے کے باوجود ارباب بست و کشاد کو اس طرف غور کرنے کی فرصت نہیں ملی۔ طریقۂ تعلیم، لوازمات تعلیم پر تو ماہرین تعلیم جب تک اپنے تجربات کا مظاہرہ کرتے ہی رہتے ہیں۔ مگر تعلیم کی روح کو ہماری یونیورسٹیوں میں تقریباً ختم ہی کر دیا گیا ہے۔ اب تو یوں محسوس ہونے لگا ہے جیسے یہ تعلیمی ادارے نہ ہو کر یہ یا تو تجارتی ادارے ہیں یا پھر سیاسی اکھاڑے۔ جہاں ملک و قوم کی تعمیر نو کی بجائے اپنے مخصوص پراجیکٹوں کے لئے انتہائی فکر کن دوڑ سی لگی ہوئی ہے تعلیمی بورڈوں اور یونیورسٹیوں میں بالخصوص زبانوں کی نصابی کتب لکھوائی جاتی ہیں اور تاریخ کے ابواب کو نصاب میں رکھا جاتا ہے تو اس میں عام دیکھا گیا ہے کہ مذہبی خیالات غالب ہوتے ہیں جو نظام جمہوریت اور سیکولرازم کی روح کے صریح منافی ہوتے ہیں۔ اور اس حقیقت کو گذشتہ نصف صدی سے ملک کے تقریباً ہر گوشہ میں اور ہر تعلیمی بورڈ اور یونیورسٹیوں کے نصابوں میں دیکھنے کو ملا ہے اور دانشوروں اور اقلیت پسندوں کی طرف سے بار بار توجہ دلانے کے باوجود اس طرف کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ اور اسی کا نتیجہ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت سے بھی زیادہ خوفناک شکل میں ظاہر ہوا۔ جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ اسلام سے قبل جن رجعت پسند اور بنیاد پرست غیر فطری مذہبی خیالات کے غلبہ نے اُس وقت کی ثقافت کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا بعینہٖ اسی زمانہ میں بھی نمودار ہوا۔ اُس وقت بڑے بڑے ماہرین تعلیم، سائنسدانوں اور فلاسفروں کو نسلِ انسان کی فلاح و بہبودی کے لئے سچائی اور حقیقت کا اعلان کرنے کے پاداش میں جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔ آج بھی اُسی تاریخ کو دہرایا جا رہا ہے۔ آج بھی اُسی قسم کے غیر فطری مذہبی جنون کے نتیجہ میں ماہرین تعلیم، سائنس دانوں اور سچے فلسفہ توحید کے پرستاروں کو سچ اور حقیقت قبول کرنے کے الزام میں جام شہادت نوش کرنا پڑا ہے اور اُسی طرح اب بھی غیر فطری مذہبی جنون کے نتیجہ میں سماج میں زبردستی یکسانیت پیدا کرنے کی مذموم کوشش ہو رہی ہیں جس سے انسانی زندگی کا دم گھٹ رہا ہے اور جمہوریت اور سیکولرازم کو عظیم خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ عبادت گاہیں اُسی طرح اب بھی مسمار کی جانے لگی ہیں۔ جس طرح زمانہ جاہلیت میں کلیسے، گرجے، مٹھ اور مندر وغیرہ عبادت گاہیں مذہبی تعصب کے زیر عتاب آکر مسمار کر دی جاتی تھیں۔ اسلام نے آکر نہ صرف مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر دیا بلکہ عبادت گاہوں کے تحفظ کے اُصول کو جدید اور فطری فلسفہ میں شامل کر کے امن عالم کی بنیاد ڈالی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

(سورۃ الحج آیت ۴۱)

ترجمہ:- اور اگر اللہ ان (یعنی کفار) میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے شرارت سے باز نہ رکھتا تو گرجے اور یہودیوں کی عبادت گاہیں (اور مٹھ مندر وغیرہ) اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے برباد کر دیئے جاتے اور اللہ یقیناً اُس کی مدد کرے گا جو اُس کے دین کی مدد کرے گا اللہ یقیناً بہت طاقتور اور غالب ہے۔

اسلام نے سماج میں زبردستی یکسانیت لانے کے تمام طریقوں کو یکسر مسترد کر دیا۔ اور فطرت کے عین مطابق اکناف عالم میں یہ اعلان کروا دیا گیا کہ لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ۔ یعنی حق اور باطل کا فرق نمایاں ہو جانے کے بعد اب دین اور مذہب کے معاملہ میں کسی طرح کے جبر و اکراہ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ (البقرہ آیت ۲۵۷)

اور فرمایا کہ — وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ۔ یعنی عوام میں اعلان کر دیا جائے کہ سچائی تمہارے رب کی طرف سے ہی نازل ہوئی ہے۔ پس جو چاہے اِس پر ایمان لائے اور جو چاہے اس کا انکار کرے (کہف آیت ۳۰)۔ اور شریمتی اندرا گاندھی نے بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے اِسی اِسلامی فلسفہ کو آج کی دُنیا کے لئے پسند فرمایا ہے۔ اور کہا کہ یہی وہ وصف ہے جسکی ضرورت آج تاریخ کے ایک نازک موڑ پر کھڑے بنی نوع انسان اور دُنیا کو بچانے کے لئے پہلے سب سے زیادہ ہے۔ اب ناظرین خود فیصلہ کر لیں کہ ایک طرف سوامی ستیہ دیو پری براجک، لالہ ہردیال ایم اے اور پروفیسر رام دیو کے خیالات اور اُن کو عملی جامہ پہنانے والی موجود انتہا پسند تنظیمیں ہیں اور دوسری طرف پربیت لٹری کے ایڈیٹر، مسز اینی بیسنٹ، شریمتی سروجنی نائیڈو اور مسز اندرا گاندھی جیسے بے شمار محبان وطن کے خیالات ہیں۔ کون سا راستہ وطن عزیز اور بنی نوعِ انسان کے لئے مفید ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنی پالیسی کی بنیاد جو شخص اپنی آرزوؤں پر رکھتا ہے وہ یا تو ہوائی قلعہ بناتا رہ جائیگا یا تاریخ اُسے روندتی ہوئی آگے بڑھ جائے گی۔ انسان کی خواہش تاریخ کے قوانین کے مطابق نہیں تو تاریخ ان خواہشوں کا احترام نہیں کرتی۔ پس خارجی خیالات اور ارتقا کی حقیقی راہ کا سنجیدگی سے سائنسی تجزیہ ضروری ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے بغرض تعلیم سفر انگلستان روانہ ہونے پر

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کا منظوم کلام

جاتے ہو مری جان خدا حافظ و ناصر — اللہ نگہبان خدا حافظ و ناصر

ہر گام پہ ہمراہ رہے نُصرتِ باری — ہر لحظہ و ہر آن خدا حافظ و ناصر

والی بنو امصارِ عُلومِ دو جہاں کے — اے "یوسفِ کنعاں" خدا حافظ و ناصر

ہر علم سے حاصل کرو عرفانِ الٰہی — بڑھتا رہے ایمان خدا حافظ و ناصر

پہرہ ہو فرشتوں کا قریب آنے نہ پائے — ڈرتا رہے شیطان خدا حافظ و ناصر

ہر بحر کے غوّاص بنو لیک بایں شرط — بھیگے نہیں دامان خدا حافظ و ناصر

سر پاک ہو اغیار سے دل پاک نظر پاک — اے بندۂ سبحان خدا حافظ و ناصر

محبوبِ حقیقی کی "امانت" سے خبردار
اے "حافظ قرآن" خدا حافظ و ناصر

(دُرِّ عدن بحوالہ الفضل ۱۱ر ستمبر ۱۹۳۴ء صفحہ ۲)

اعلان نکاح و تقریب شادی

★ــــ ۱۲ / اکتوبر کو مکرم فیاض احمد صاحب ولد مکرم غلام حسین صاحب درویش قادیان کا نکاح مکرمہ امتہ الرؤف ہالہ بنت مکرم مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم قادیان کے ساتھ مبلغ پندرہ ۱۵ ہزار روپے حق مہر پر محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری قائمقام امیر جماعت قادیان نے مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ اسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ (اعانت ۵۰/-)

★ــــ $\frac{۱}{۹۴}$ ۱/۴ کو مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان کی دو صاحبزادیوں نازنی بیگم صاحبہ اور نجم النساء بیگم صاحبہ کا نکاح مکرم محمد طاہر صاحب آف انڈیان کے دو صاحبزادوں مکرم رحمت اللہ صاحب اور مکرم ربیع اللہ صاحب کے ساتھ ہوا۔ اگلے روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ (اعانت بدر ۱۰۰/-)

★ــــ عزیزہ مستقیما بیگم صاحبہ بنت مکرم عبد النبی صاحب مرحوم ککنور (آندھرا) کا نکاح عزیزم مکرم عبد الرحیم صاحب ابن مکرم جیلانی صاحب ساکن مندلاپی (آندھرا) کے ساتھ مکرم مولوی عبد السلام صاحب مبلغ جماعت احمدیہ ککنور نے ۱۲۰۰/- روپے حق مہر پر $\frac{۱}{۹۴}$ ۲۹/۴ کو پڑھا۔ (اعانت بدر ۵۰/-)

★ــــ ۲ / نومبر کو عزیزہ عطیۃ القدیر بنت مکرم عبد المالک صاحب لاہور نمائندہ الفضل کی تقریب رخصتانہ مکرم شیخ عقیل الرحمٰن صاحب ابن حضرت شیخ مسعود الرحمٰن صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہمراہ عمل میں آئی۔

★ــــ ۱ / نومبر کو مسجد مبارک قادیان میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ نے عزیزہ جمیلہ سلطانہ بنت مکرم ایچ حسین صاحب ساکن قادیان کا نکاح مکرم سعید احمد صاحب جٹ ولد مکرم محمد حسین صاحب کے ساتھ پچاس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ (اعانت ۱۰۰/-)

★ــــ مکرم شیخ عبد السلام صاحب ابن مکرم شیخ عمر علی صاحب آف کوسبی (اڑیسہ) کا نکاح مکرمہ رحمت بیگم صاحبہ بنت مکرم شیخ پنچو خان صاحب مرحوم آف غنڈ پچہ پاڑا (اڑیسہ) کے ساتھ ۱۰۵۰۱/- روپے حق مہر پر $\frac{۱۱}{۹۴}$ ۲۰ کو مکرم مولوی شیخ ہارون رشید صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ نے پڑھا۔ (اعانت بدر ۵۰/-)

★ــــ ۲۸ / نومبر کو عزیزہ شاہدہ پروین صاحبہ بنت مکرم اختر حسین صاحب آف قادیان کا نکاح مکرم سید شائق احمد صاحب ابن مکرم مہر عبد الحمید صاحب مرحوم آف خانپور ملکی (بہار) کے ساتھ ۱۵۰۰۰/- روپے حق مہر پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مسجد مبارک میں پڑھا۔ (اعانت ۵۰/-)

اللہ تعالیٰ ان نکاحوں کو جانبین کے لئے ہر جہت سے مبارک کرے آمین۔

درخواست دعا

• ــ مکرم ڈاکٹر عبد السمیع صاحب ساکن امان نگر۔ حیدر آباد کے بیٹے عزیز شہزاد سلمہٗ کو گذشتہ دنوں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے ایک حادثہ سے محفوظ رکھا ہے۔ الحمد للہ۔ عزیز وقفِ نو میں شامل ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف شکرانہ کے طور پر مبلغ ۲/- روپے اعانت بدر میں بھجواتے ہوئے۔ عزیز شہزاد اور اپنے دوسرے بچوں کی صحت و عافیت۔ درازیٔ عمر اور ان کے نیک خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(خاکسار محمود احمد عارف قادیان)

• ــ مکرم ناصر شاہ صاحب صدر جماعت احمدیہ گنڈوک (سکم) اپنے کاروبار میں برکت کے لئے۔ دینی و دنیوی ترقیات کے لئے اور بچوں کے امتحانات میں نمایاں کامیابی کیلئے اور روشن مستقبل کے لئے خصوصی درخواست دعا کرتے ہیں (مختلف مدات میں ۳۵۰/- روپے ادا کئے ہیں)۔

• ــ مکرم محمد اشرف بٹ صاحب کشمیری (زیر تبلیغ دوست) کو حکومت کی طرف سے پانچ سال کے لئے ایک بہت بڑا پروجیکٹ ملا ہے۔ ابھی بھی پریشانی ہے۔ پریشانی کے ازالہ کے لئے اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی کیلئے اور بڑھنے بیٹے وعجی کے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں اعانت بدر (۵۱/- روپے۔ شکرانہ فنڈ ۵۱/- روپے)

• ـ فاروق احمد صاحب ناصر مبلغ سلسلہ کو احسن رنگ میں خدمت بجالانے کیلئے اور والدہ محترمہ کی صحت و تندرستی کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ (ادارہ)

جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و تربیتی اجلاسات

درج ذیل جماعتوں نے جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تربیتی اجلاسات منعقد کئے۔ اللہ تعالیٰ ان جماعتوں کی مساعی کو قبول فرمائے۔

لجنہ اماء اللہ کانپور۔ لجنہ اماء اللہ بھاگلپور۔ لجنہ اماء اللہ شاہ آباد (کرناٹک) جماعت احمدیہ عثمان آباد۔ (جلسہ پیشوایانِ مذاہب) جماعت احمدیہ بنگلور۔ جماعت احمدیہ بھدرواہ۔ لجنہ اماء اللہ سکندر آباد۔ لجنہ اماء اللہ شیموگہ (جلسہ تحریکِ جدید)

شکریۂ احباب اور معذرت

خاکسار کی اہلیہ کی وفات پر کثرت سے احباب و خواتین اور بھائیوں اور بہنوں نے تعزیتی خطوط اور ٹیلیگرام ارسال کئے ہیں۔ جس کے لئے میں اور میرے بچے سب احباب و خواتین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے معذرت کا اظہار کرتے ہیں کہ فرداً فرداً ہر ایک خط کا جواب دینا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔ اس لئے ہماری معذرت قبول فرمائیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ مرحومہ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

خاکسار۔ محمد کریم الدین شاہد قادیان

انسان ظلمتِ جہل و تشدد کو مٹانا ہے + جہاں کے ذرے ذرے کو مہ کامل بنانا ہے
ارادوں میں کر دے پیدا بلندی پائیداری بھی + ہمالہ کی بلندی کو نہیں نیچا دکھانا ہے
جہاں پر تذکرے ہوتے تھے بزم علم و حکمت کے + اسی بزم مقدس کو نئے سر سے سجانا ہے

(فیض پونگوی)

بقیہ صفحہ ۹

ہمارے اسکول سے پاس کئے ہوئے امریکہ یونیورسٹی میں حمید کوثر صاحب نے P.HD کی ڈگری حاصل کی اور ابھی حال ہی میں انہیں ایوارڈ بھی ملا ہے۔ اسی طرح وسیم احمد صاحب فریدی ہیں انہوں نے P.HD کی اور علی گڑھ یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں

جہاں تک گرلز اسکول کا تعلق ہے وہاں سے اچھی اچھی ہونہار طالبات نکلیں۔ ہمارے نذیر احمد صاحب پونچھی کی بیٹیاں ہیں انہوں نے یونیورسٹی میں ٹاپ کیا ہے۔ خود میری بہن عائشہ نے بھی یونیورسٹی میں ٹاپ کیا ہے۔ اور گولڈ میڈل حاصل کئے ہیں۔ اور اللہ کے فضل سے نصرت گرلز کالج میں پرنسپل ہیں۔

س :- تعلیم کے فروغ کے تعلق سے مزید کیا کاروائیاں آپ کی طرف سے کی جا رہی ہیں؟

ج :- جہاں تک مزید فروغ کا تعلق ہے جیسے کہ میں نے ذکر کیا تھا قادیان میں نہ صرف قادیان میں بلکہ یہ منصوبہ تھا کہ ہر صوبے میں ایک ماڈل اسکول قائم کیا جائے اور وہ ایسا ہو کر تمام دوسرے سکولوں کے مقابلہ پر آئیڈیل اسکول ہو۔ حضور کے ارشاد کے مطابق نہ صرف پنجاب کے اضلاع اسکول بٹالہ کپور تھلہ اور چنڈی گڑھ کے تمام اسکولوں کا سروے کیا بلکہ ہم اس کے علاوہ ہماچل گئے اور جو اضلاع میں اسکول چل رہے ہیں ان کا جائزہ لیا گیا اور تمام تفصیل لے کر اس کی رپورٹ حضور کی خدمت میں ارسال کی گئی تھی اور یہی تجویز تھی کہ یہاں ایک ماڈل اسکول قائم کیا جائے نہ صرف ماڈل ہائی اسکول قائم کیا جائے بلکہ اس کے علاوہ ایک تجویز یہ تھی کہ ایک انٹرنیشنل اسکول خاص طور پر گرلز اسکول یا لینگویج اسکول انٹرنیشنل لینگویج انسٹی ٹیوشن قائم کیا جائے جہاں پر تمام دنیا کے ممالک سے لڑکے اور لڑکیاں آ کر اس میں انگریزی بھی سیکھیں فرانسیسی بھی سیکھیں دوسری زبانیں بھی سیکھیں اور اسی ملک کا باشندہ اگر وہ زبان سکھائے۔

س :- گویا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ زیر کاروائی ہے؟

ج :- جی یہ زیر کاروائی ہے۔

س :- آخر میں ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہیں گے کہ چونکہ پورے ہندوستان کے لئے تعلیم کا شعبہ آپ کے سپرد ہے۔ اس کے آپ سربراہ ہیں۔ اس حیثیت سے جو اسٹوڈنٹس ہیں ہمارے احمدی اور دوسرے آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

ج :- میرا تو یہی پیغام ہے۔ سٹڈی سٹڈی سٹڈی اور ایک اور جو پیغام ہے وہ یہ کہ ہم کئی دفعہ دنیوی تعلیم کے پیچھے زیادہ پڑ کر سوچتے ہیں کہ اگر ہم دینی تعلیم حاصل کریں گے تو شاید ہماری دنیوی پڑھائی متاثر ہو گی۔ میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ دینی تعلیم حاصل کرنے سے دنیوی تعلیم میں بڑی مدد ملتی ہے۔

اور ایک طلباء کو میری نصیحت یہ ہے کہ حضور کی خدمت میں ذاتی طور پر خطوط لکھا کریں۔ اس سے بہت برکت ملتی ہے ☆

بقیہ صفحہ ۱۸

سے کوئی حقیقی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ طلباء کو چاہیئے کہ وہ ایسی معلومات کو وسعت دے کر اپنے حقیقی فائدہ اور بھلائی کے لئے اپنا عملی زندگی کا حصہ بنائیں۔

آپ نے فرمایا کہ طلباء کی حیثیت سے آپ علم سیکھنے کا ایک مقدس فریضہ ادا کر رہے ہیں اور یہ امر ان ذمہ داریوں اور اعلیٰ کردار کو ادا کرنے کے لئے تیاری ہے جو اپنے ملک کی خدمت کرنے اور دنیا کے اہم تعمیری معاملات میں حصہ لینے کے لئے آپ کے لئے مقدر ہے۔

حضرت امام جماعت نے ارشاد فرمایا کہ علم کی منزل اور حد کہیں ختم نہیں ہوتی یہ ایک لگاتار اور مسلسل عمل ہے جس کی کوئی انتہا نہیں اس لئے ہمیں تمام عمر ایک طالب علم کی حیثیت سے علم کی تلاش جاری رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ جہاں ہم ٹھہر گئے وہاں ہم نے اپنی سعی اور کوشش کو روک دیا وہاں ہی خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بات بھی ہرگز نہیں بھولنی چاہیئے کہ اس تلاش علم کے راستے میں حقیقی کامیابی اور مقصد کے حصول کے لئے ہم الٰہی مدد اور راہنمائی کے محتاج ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ طلباء کو ہمیشہ اس بنیادی خطرہ سے آگاہ اور چوکس رہنے کی ضرورت ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی مدد کو نظر انداز کر کے علم کی تلاش میں قدم اٹھایا جاتا ہے وہ خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ اس ایٹمی دور میں ہر قدم جو تسخیر عالم کی منزل کی طرف اٹھایا جاتا ہے اس کے ساتھ بھیانک خطرات لپٹے ہوئے ہیں جن سے انسانیت کو دوچار ہونا پڑ رہا ہے اس مادی کوشش اور ترقی کی تلاش میں انسان سے ایک بڑی غلطی یہ سرزد ہوئی ہے کہ اس نے دعا کی حفاظتی پناہ گاہ سے اپنے آپ کو آزاد سمجھ رکھا ہے۔ (بشکریہ بدر ۷ مئی ۱۹۷۰ء)

بقیہ صفحہ ۲۴

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب یہ مدرسہ جاری کر دیا گیا ہے۔ اس مدرسہ میں تین گاؤں کے ہندو و مسلم ایک سو دس طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کی طرف سے تین اساتذہ وہاں خدمت بجا لا رہے ہیں۔ تاریکی کے اس علاقہ میں نور کا دیا چاروں طرف روشنی پھیلا رہا ہے۔

سنبرسہ (نیپال) :- یہاں ایک مدرسہ جاری ہے۔ جہاں دو اساتذہ مقرر ہیں اور چالیس طلباء (ہندو مسلم) تعلیم پا رہے ہیں۔

کھلی چیڑی (نیپال) :- اس گاؤں میں ایک مدرسہ قائم ہے۔ اور پچاس طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جھوا :- یہاں ایک مدرسہ جاری کیا گیا ہے۔ پینتیس ۳۵ طالب علم فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

سکھوٹی جھونیبا (نیپال) :- یہاں ایک مدرسہ قائم کیا گیا ہے۔ اور بیس ۲۰ بچے علم کے زیور سے آراستہ ہو رہے ہیں۔

دولی (نیپال) :- یہاں ایک مدرسہ قائم کیا گیا ہے۔ پچیس ۲۵ طالب علم زیر تعلیم ہیں۔

کھنار (نیپال) :- یہاں بھی ایک مدرسہ جاری کیا گیا ہے۔ تیس ۳۰ طالب علم زیر تعلیم ہیں۔ ایک استاد مقرر ہیں ☆

بقیہ صفحہ ۱۲

ہائی کنگ :- چند سالوں سے باقاعدہ مدرسہ احمدیہ کی آخری کلاس درجہ ثالثہ ایک استاد کے ہمراہ ہائی کنگ پر جاتی ہے۔ باقاعدہ بجٹ منظور ہے۔

اس وقت مدرسہ احمدیہ قادیان میں سات سال کا کورس ہے۔ ان سات سالوں میں قرآن مجید با ترجمہ اور تفسیر کبیر سیدنا حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ عنہ، تفسیر بیضاوی اور بعض دیگر تفاسیر بھی پڑھائی جاتی ہیں۔ احادیث میں صحاح ستہ کی بعض کتب کے علاوہ ریاض الصالحین، ترمذی اور موطاء امام مالک بھی پڑھائی جاتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دو درجن سے زائد بنیادی کتب کے علاوہ خلفاء سلسلہ کی کتب بھی پڑھائی جاتی ہیں۔

عربی کا قدیم و جدید لٹریچر جن میں متنبی، حماسہ، حریری، النظرات۔ العبرات، تاریخ ادب عربی وغیرہ شامل ہیں۔

عربی اور انگریزی میں مضامین اور بول چال کی مہارت کروائی جاتی ہے۔ انگریزی کا مروجہ نصاب جو بی اے تک ہے پڑھایا جاتا ہے۔

مدرسہ احمدیہ کی کلاسوں کے نام اس طرح ہیں۔ درجہ ممہدہ۔ فصل اول، فصل ثانی۔ فصل ثالث۔ درجہ اولیٰ۔ درجہ ثانیہ۔ درجہ ثالثہ۔ درجہ ثالثہ اور فصل ثالث کا امتحان نظارت تعلیم لیتی ہے۔ درجہ ثالثہ کے طالب علم جب نظارت کا امتحان پاس کرتے ہیں تو اگلے سال پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان دیتے ہیں۔

سال ۹۵-۱۹۹۴ء میں اللہ کے فضل سے نئے ۳۰ طالب علم مدرسہ احمدیہ کی پہلی کلاس میں داخل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو خادم دین بنائے۔

بورڈنگ مدرسہ احمدیہ

مدرسہ احمدیہ کی مشرقی جانب دارالاقامۃ ہوسٹل بنی ہے جس میں طلباء کے قیام و طعام کی سہولت موجود ہے۔ اس وقت بورڈنگ کے نگران مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر ہیں۔

قادیان دارالامان میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی پہلی بار آمد اور اس کے شیریں ثمرات

... کے بعد پہلی مرتبہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان تشریف لائے جو کہ پنجاب کے حالات بہت خراب تھے۔ مگر حضور کی آمد کے ساتھ ہی اگلے سال حالات نارمل ہو گئے اور یہاں الیکشن ہوا۔ اور جو ڈر و خوف کا ماحول تھا وہ دور ہو گیا۔ اس کے علاوہ

ساتھ مرکز قادیان میں بھی ایک نمایاں تبدیلی آئی۔ جس کے نمایاں آثار مدرسہ احمدیہ قادیان میں بھی ظاہر ہوئے ہیں۔ حضور نے از راہ شفقت مسجد اقصیٰ میں اساتذہ و طلباء مدرسہ احمدیہ کو قیمتی انعامات سے نوازا۔

سالانہ ٹورنامنٹ

ہر سال مدرسہ احمدیہ میں تین دن ٹورنامنٹ ہوتا ہے جس میں مختلف کھیلوں کے علاوہ علمی و ذہنی مقابلہ جات بھی کروائے جاتے ہیں۔ اوّل۔ دوئم۔ سوئم۔ آنے والوں کو معقول انعامات دیئے جاتے ہیں۔

مدرسہ احمدیہ کی امتیازی شان

مدرسہ احمدیہ کی یہ ایک خصوصیت اور شان تھی کہ خدمت خلق کاموں میں طلباء ہمیشہ آگے آگے رہے۔ جب بھی کوئی وقار عمل یا کسی اور ہنگامی کام کی ضرورت پڑی تو مدرسہ کے طلباء نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اب بھی اللہ کے فضل سے جب بھی کبھی کوئی ہنگامی نوعیت کا کام ہوتا ہے طلباء مدرسہ احمدیہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں سیلاب کے موقعہ پر یا آگ زنی کے موقعہ پر یا انجمن کے کسی کام میں طلباء نے جانفشانی سے کام کرتے ہیں۔

اسی طرح طلباء بلا لحاظ مذہب و ملت خون کا عطیہ بھی دیتے ہیں۔

تصحیح

بدر مجریہ ۲۷ اکتوبر ۳ نومبر میں نیپال میں احمدیت کا نفوذ عنوان سے مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ناظر مبلغ سلسلہ کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں دھنگڑی (نیپال) میں پہلا تبلیغی وفد کے بارہ میں غلط لکھا گیا ہے جبکہ درست یہ ہے کہ سب سے پہلے دھنگڑی میں مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم مبلغ شاہجہانپور گئے۔ ان کی رپورٹ پر ۱۹۸۷ء میں پہلا وفد مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب اور مکرم قاری نواب احمد صاحب مع اہلیہ پر مشتمل گیا۔ بعد میں مکرم منظور احمد صاحب گجراتی سابق (وکیل المال تحریک جدید) بھی اس میں شامل ہوئے۔ اس کے چار ماہ بعد مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور بطور مبلغ وہاں تشریف لے گئے۔ قارئین اس کے مطابق درستی فرمالیں (ادارہ)

مکرم محمد عارف صاحب ننگلی صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۴ء کے موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے نمائندہ کی حیثیت سے شمولیت کی توفیق ملی۔
موصوف سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمراہ ؛

مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی سابق ناظر اُمورعامہ کو میونسپل کمیٹی قادیان کی جانب سے بہترین سماجی کارکن کا ایوارڈ دیا گیا ؛

دارُالابلاغ ریسرچ لائبریری
کالیکٹ (کیرلہ) جس کا افتتاح ۹ر اکتوبر ۱۹۹۴ء کو ہُوا۔ لائبریری کا نام حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمایا ہے ؛

جناب منسامی صاحب ایم۔ایل۔اے حلقہ شانتی نگر بنگلور کو محمد کلیم خان صاحب مبلغ بنگلور تامل ترجمہ قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر دیتے ہوئے۔

سیّدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی (افریقہ) کا معائنہ فرما رہے ہیں۔ (افریقہ میں جماعت احمدیہ کی تعلیمی خدمات پر مفصل مضمون اندر کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)

جلسہ تقسیم انعامات تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان مکرم ماسٹر عبدالحق صاحب ہیڈ ماسٹر خطاب فرما رہے ہیں۔ (تفصیلی مضمون اندر کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)

مدرسہ احمدیہ قادیان کے طلباء ہائیکنگ کے دوران اپنے استاد کے ہمراہ نماز باجماعت میں مصروف۔ (تفصیلی مضمون اندر کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)

مدرسۃ المعلمین (وقفِ جدید) قادیان کے اساتذہ وطلباء کا گروپ فوٹو۔ (تفصیلی مضمون اندر کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)

साप्ताहिक 'बद्र'

क़ादियान [पंजाब]

सम्पादक :
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :
मुहम्मद नसीम ख़ान
क़ुरैशी मुहम्मद फज़लुल्लाह

हिन्दी भाग | वर्ष 1 | 22-29 दिसम्बर, 1994 | ग्रंक : 17-18

क़ुर्आन शरीफ़

"केवल ज्ञानी लोग ही अल्लाह से डरते हैं"

"तू यह कहता रह कि हे मेरे रब्ब ! मेरे ज्ञान को बढ़ा ।"
(ताहा ग्रायत नं० 115)

"अल्लाह के बन्दों में से केवल ज्ञानी लोग ही उस से (अर्थात् अल्लाह से) डरते हैं।"
(अल्-फ़ातिर-29)

"तू कहदे कि क्या ज्ञानी और अज्ञानी एक हो सकते हैं ? शिक्षा तो केवल बुद्धिमान लोग ही प्राप्त किया करते हैं।"
(अल्-ज़ुमर-10)

"तुम अल्लाह के लिए संयम धारण करो और (यदि तुम *ऐसा करोगे तो) अल्लाह तुम्हें ज्ञान देगा और अल्लाह प्रत्येक* बात को भली भांति जानता है ।"
(अल्-बक़र : 283)

हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सलल्लल्लाहो अलैहिवसल्लम फ़र्माते हैं :-

"ज्ञान और विद्या हासिल करना प्रत्येक मुसलमान पुरुष तथा स्त्री के लिए अनिवार्य है।"

"मेरे सम्प्रदाय के लोग ज्ञान के क्षेत्र में सभी का मुंह बंद कर देंगे ।"

पवित्र कथन हज़रत मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद साहिब मसीह मौउद अलैहिस्सलाम :-

"ख़ुदा तआला ने मुझे बारबार यह सूचना दी है कि वह मुझे असीम प्रतिष्ठा एवं महानता प्रदान करेगा और (लोगों के) हृदयों में मेरा प्रेम बिठाएगा और मेरे सिलसिले को समस्त संसार में फैलाएगा और मेरे सम्प्रदाय को (अन्य) सभी सम्प्रदायों पर विजय प्रदान करेगा और मेरे सम्प्रदाय के लोग ज्ञान के क्षेत्र में इतनी दक्षता प्राप्त करेंगे कि अपनी सत्यता की ज्योति और अपने तर्क और वरदानों के आधार पर सभी का मुंह बन्द कर देंगे और प्रत्येक जाति इस चश्मे से जल ग्रहण करेगी और यह सिलसिला प्रबलता से बढ़ेगा और फूलेगा यहां तक कि समस्त धरती पर व्याप्त हो जाएगा। बहुत से अवरोध उत्पन्न होंगे और संकट आएंगे परन्तु ख़ुदा सब को मध्य से उठा देगा और अपनी प्रतिज्ञा पूर्ण करेगा और ख़ुदा ने मुझे सम्बोधित करके फ़र्माया कि मैं तुझे बरकत पर बरकत दूंगा यहां तक कि बादशाह तेरे वस्त्रों से बरकत ढूंढेंगे।"

भारत में हमारे कामियाब इंग्लिश मीडियम स्कूल !

अल्लाह तआला का फ़ज़ल व कृपा है कि इस समय मरकज़ क़ादियान के अतिरिक्त भारत में हमारे ग्यारह इंग्लिश मीडियम स्कूल बहुत ही कामियाबी से चल रहे हैं। इसके इलावा एक सौ से अधिक ऐसे स्कूल हैं जिनमें उर्दू तथा क़ुर्आन शरीफ़ की शिक्षा के साथ-साथ इस्लामी नैतिक शिक्षा भी दी जाती है। इंग्लिश मीडियम स्कूल मैट्रिक तथा प्रायमरी तक है जो कि जम्मू-कश्मीर केरल व असम में पाये हैं जबकि बंगाल में जल्द ही दो स्कूल खोले जा रहे हैं। यह सभी स्कूल अपने-अपने प्रान्तों के बोर्डों की निगरानी में चल रहे हैं। प्रत्येक बोर्ड का अध्यक्ष उस प्रान्त का अमीर प्रेज़ीडेन्ट होता है। यह बोर्डस अपनी मीटिंग करते हैं जिसमें स्कूलों की उन्नति और अच्छी शिक्षा के लिए योजनाएं बनाई जाती है। इन स्कूलों को केन्द्रीय फण्ड द्वारा वित्तीय सहायता दी जाती है जो कि *नज़ारत तालीम क़ादियान* के द्वारा भिजवाई जाती है। इन स्कूलों से न सिर्फ अहमदी बच्चे लाभ उठाते हैं बल्कि हर धर्म और जाति के विद्यार्थी इन स्कूलों से भरपूर लाभ उठा रहे हैं।

इस अवसर पर उदाहरण के लिए जनाब अब्दुल हमीद साहिब टाक अमीर जमाअत अहमदिय्या कश्मीर का एक पत्र निम्न में दिया जाता है: "अल्लाह तआला के फ़ज़ल व कृपा से प्रांत भर में तालीमुल इस्लाम हाई स्कूल कामियाबी के साथ चल रहे हैं। इन्शाअल्लाह नासिराबाद में दसवीं और यारीपुरा में नवीं क्लास इसी तरह दूसरे स्कूलों में भी नवीं कलासों को जारी किया जाएगा इन स्कूलों में डेढ़ हज़ार के लगभग विद्यार्थी शिक्षा पा रहे हैं। तथा इन स्कूलों का हर प्रकार से अच्छा प्रभाव पड़ रहा है।

निम्न में भारत के अलग-अलग प्रान्तों में जारी इंग्लिश मीडियम स्कूलों की सूची दी जा रही है :-

जम्मु कश्मीर

(1) नासिराबाद
(2) आसनूर
(3) यारीपुरा
(4) ऋषि नगर
(5) चारकोट

केरला

(1) कुडाली
(2) करुलाई
(3) पैंगाड़ी
(4) कालीकट

आसाम

(1) तपाजोली

इसके अतिरिक्त बंगाल में भरतपुर और सलारे घाट में स्कूलों की तामीर का काम हो रहा है ।

क़ायम हो फिर से हुक्मे मुहम्मद जहान में ।
ज़ाया न हो तुम्हारी यह मेहनत ख़ुदा करे ।
इक वक्त आएगा कि कहेंगे तमाम लोग ।
मिल्लत के इस फिदाई पे रहमत ख़ुदा करे ।

(कलाम हज़रत मिर्ज़ा बशीरुद्दीन महमूद अहमद रज़ि०)

"शिक्षित वर्ग के नाम एक संदेश"

आज जबकि चारों ओर भौतिकवाद की पताका लहरा रही है, शिक्षार्थी और शिक्षक दोनों ही सांसारिक आवेगों अभिलाषाओं के वशीभूत हैं। ऐसे समय में यह अनिवार्य हो गया है कि हम ज्ञान जो कि एक आध्यात्मिक वस्तु है, को उसके अपने मूल उद्देश्य की ओर करें और यह कार्य उस समय तक निश्चित नहीं हो सकता जब तक हम ज्ञान को चारित्रिक और आध्यात्मिक मूल्यों के संदर्भ में न ग्रहण करें।

यद्यपि इस सम्बन्ध में अन्य धर्मों ने भी शिक्षा दी है, परन्तु इस समय हम इस्लाम धर्म की शिक्षा से ज्ञान की महत्ता और इस की आवश्यकता पर कुछ विचार प्रस्तुत करेंगे।

हज़रत मुहम्मद मुस्तफा सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम पर जब ईश्वाणी उतरी तो प्रथम आदेश ही ज्ञान की प्राप्ति के सम्बन्ध में था। आपने फर्माया :

अपने रब्ब का नाम लेकर पढ़ जिस ने (सारी चीजों को) पैदा किया। (और जिस ने) मनुष्य को एक खून के लोथड़े से पैदा किया। (फिर हम कहते हैं कि कुर्आन को) पढ़ कर सुनाता रह क्योंकि तेरा रब्ब करीम है (अर्थात बहुत कृपा करने वाला है) वह रब्ब जिसने कलम के साथ ज्ञान सिखाया है (और भविष्य में भी सिखाएगा)। उसने मनुष्य को वह कुछ सिखाया है जो वह पहले नहीं जानता था।

(सूर : अल-अलक 2-6)

इसी आदेश के संदर्भ में आंहज़रत सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम ने फर्माया :-

"ज्ञान प्राप्त करना प्रत्येक मुसलमान पुरुष एवं स्त्री के लिए अनिवार्य है अर्थात कोई मुसलमान पुरुष अथवा स्त्री निरक्षर नहीं रहना चाहिए। आंहज़रत सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम जीवन भर इस ईश्वरीय आदेश का पालन करते रहे। इसी लिए आप से युद्ध करने वाले बंदियों की मुक्ति के लिए आप एक यह शर्त भी रखते थे कि जो कैदी मदीना के दस लोगों को पढ़ना-लिखना सिखा देगा उसे आज़ाद कर दिया जाएगा। इस तरह जहां शिक्षित कैदी आज़ाद हो जाते वहां अशिक्षित भी पढ़ना लिखना सीख जाते। आंहज़रत सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम के निकट ज्ञान का महत्व इतना अधिक था कि आपने फर्माया कि यदि तुम्हे ज्ञान प्राप्त करने के लिए अरब से चीन जितना दूर भी जाना पड़े तो अवश्य जाओ और ज्ञान प्राप्त करो। इसके साथ-साथ आपने इस महान् कार्य की पूर्ति के लिए दुआ करने की भी नसीहत की है। कुर्आन शरीफ़ में यह दुआ है :

"हे मेरे रब्ब मेरे ज्ञान को बढ़ा"

(ताहा :115)

इस्लामी दृष्टिकोण के अनुसार :-

ज्ञान की कोई सीमा नहीं। ज्ञान का समुन्द्र अन्ततः अन्तर्यामी प्रभु में लीन हो जाता है। अल्लाह तआला फर्माता है: 'वास्तविक ज्ञान तो अल्लाह के पास हैं'

(अल-अहक़ाफ़ : 24)

और फिर फर्माया :-

"हमें कुछ ज्ञान नहीं सिवाय इसके जो हम को सिखाए"

(अल बक़र)

वास्तविक ज्ञान की प्राप्ति के लिए कुर्आन शरीफ़ का दृष्टिकोण यह है कि तक़्वा (संयम) से ही मानव वास्तविक ज्ञान प्राप्त कर सकता है।

आपने फर्माया :

"तुम अल्लाह के लिए संयम धारण करो और (यदि तुम ऐसा करोगे तो) अल्लाह तुम्हें ज्ञान देगा और अल्लाह प्रत्येक बात को भली भांति जानता है।"

(अल बक़र : 283)

इस आयत में ज्ञान को तक़्वा (संयम) के साथ जोड़ कर कई सामाजिक बुराईयों का उच्छेदन किया गया है। यदि बिना तक़्वा (अल्लाह का डर) के ज्ञान प्राप्त किया जाए तो ज्ञान प्राप्ति के समय नक़ल करने की आदत और फिर पास होने के लिए रिश्वत देने और दूसरों के उचित अधिकारों का हनन करने की प्रवृत्ति को बढावा मिलता है। और फिर बेईमानी और रिश्वत के द्वारा प्राप्त की गई शिक्षा दूसरों को लाभ पहुंचाने के बजाय शिक्षा केवल एक मात्र पेशा बनकर रह जाती है। ऐसा पेशा जिसका उद्देश्य केवल पैसा कमाना होता है......... जी हाँ वह सब पैसा भी जो विद्यार्थी जीवन में उसके नाजाएज़ प्राप्ति के लिए खर्च किया होता है और वह ढेरों रुपया भी जिसके द्वारा ऐसे लालची लोग अपने भविष्य के दुर्ग निर्माण करते हैं और फिर ऐसे लोभी लोग चाहे वे डाक्टर हों, वकील हों या कोई भी उच्च डिगरी वाले हों अपनी नयी पीढ़ी को भी उसी तराजू पर तोलते हैं जिसपर वह पहले स्वयं तुल चुके होते हैं बल्कि उससे भी बढ़कर। अत: परिणाम यह होता है कि तक़्वा (अल्लाह का डर) के बिना प्राप्त किया जाने वाला ज्ञान अथवा विद्या समाज के ज़रुरत मन्दों की उन्नति की जगह समाज में भिन्न-भिन्न प्रकार की ऐसे अनैतिकता फैला देता है जिसमें रिश्वत भी शामिल है और नाजाएज़ लाभ उठाने की हवस भी। अतत: हक़दार का हक़ मारकर अपने ही जैसे और लोगों को हक़ दिए जाते हैं। और फिर समाज असमानता तथा हीनता की भावना का शिकार होकर मानसिक व नैतिक एतबार से बीमार होकर रह जाता है।

एक ओर तो यह लोग हैं जो विद्या को अनुचित ढंग से प्रयोग करते हैं और दूसरी ओर संसार के ग़रीब देशों में उन अनपढ़ लोगों की भीड है जिन तक विद्या की ज्योति पहुंची तक नहीं। वह अपने छोटे-छोटे व्यवसायों के कारण अपनी संतान को विद्या देना भी नहीं चाहते उनकी सोच यह है कि स्कूल में भेजने के कारण उनके घर का एक व्यक्ति जो उनके परिवार के लिए कुछ कमा सकता है, बेकार होकर रह जाएगा और फिर उन्हें उसके लिए उल्टा स्कूल या कालेज की फीस भी देनी होगी उसके लिए साफ सुथरे वस्त्र बनाने होंगे और जबकि वह अपनी ग़रीबी के कारण उच्च विद्या प्राप्त कर ही नहीं सकते तो फिर क्या ज़रुरत है कि अपना और अपनी संतान का समय विद्या जैसे 'व्यर्थ' काम में लगायें।

परिणामस्वरुप एक ओर देश के वह थोड़े से लोग हैं जिन्होंने शिक्षा को कठिन से कठिन बना दिया है तथा दूसरी ओर वह भीड़ है जो उसके निकट भी जाना नहीं चाहती। इस दरी को कैसे समेटा जाए ? और इस खायी को किस प्रकार भरा जाए ? इसके लिए सरकार तथा देश वासियों के प्रति स्नेह रखने वाले विद्वानों से अपील है कि देश की इस गंभीर समस्या का समाधान करने के लिए उठ खड़े हों और तब दम न लें जब तक कि शिक्षा का प्राप्त करना हर ग़रीब और अमीर के लिए आसान न हो जाए। ख़ुदा करे वह समय हम जल्द अपनी आँखों से देख लें जब स्वतंत्र भारत के शत प्रतिशत लोगों तक विद्या का प्रकाश फैल जाए।

—मुनीर अहमद ख़ादिम

हमारे बड़े सिद्धान्त दो हैं !

"प्रथम ख़ुदा तआला से सम्बन्ध साफ रखना और दूसरा उसके बन्दों से सहानुभूति तथा सहृदयता से पेश आना।"

(फ़र्मान हज़रत मसीह मौउद अलैहिस्सलाम)

बब्बल प्रेस, कादियान। प्रिन्टर व पब्लिशर : मुनीर अहमद हाफिज़ाबादी, कादियान